REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وعلیٰ عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

REGD. NO. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۲

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شمارہ ۲۲

شرح چندہ

سالانہ: ۱۰ روپے

ششماہی ۵ روپے

ممالکِ غیر ۲۰ روپے

فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۷ ربیع الثانی ۱۳۹۳ ہجری — ۳۱ ہجرت ۱۳۵۲ ہش — ۳۱ مئی ۱۹۷۳ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۹ ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی۔ درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

★ — حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو چکروں کی تکلیف بدستور چل رہی ہے۔ احباب سیدہ ممدوحہ کی صحت و سلامتی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۹ ہجرت (مئی)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ مع اہل و عیال خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

★ — حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

○

دعاؤں پر زور دو اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے چلے جاؤ

انشاء اللہ ہمیشہ تمہیں خدائی تائید و نصرت حاصل رہے گی !!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے نہایت ایمان افروز خطبہ جمعہ کا خلاصہ!

ربوہ — ۵ ہجرت۔ کل بروز جمعۃ المبارک مسجد اقصےٰ میں نماز جمعہ گرمی کی شدت اور ناسازیٔ طبع کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خود تشریف لا کر پڑھائی۔ نماز سے قبل حضور نے ایک نہایت درجہ ولولہ انگیز، رُوح پرور اور ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں ۳۰ اپریل ۱۹۷۳ء کے اخبارات میں شائع ہونے والی اس خبر کا ذکر فرمایا کہ آزاد کشمیر کی اسمبلی نے متفقہ طور پر احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ جس شکل اور جس رنگ میں یہ خبر اکثر اخبارات میں اہتمام کے ساتھ شائع کرائی گئی ہے وہ سراسر غلط اور جھوٹی ہے۔ اس شکل میں نہ یہ تجویز بطور فیصلہ پاس ہوئی ہے اور نہ آزاد کشمیر میں احمدیوں پر کوئی پابندی عائد کی گئی ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہوا ہے آزاد کشمیر کی اسمبلی صرف ۲۵ ممبروں پر مشتمل ہے۔ ۱۱ ممبر حزبِ مخالف سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ اس اجلاس میں جس کا اخبارات میں ذکر آیا ہے سرے سے شامل ہی نہیں ہوئے۔ باقی ممبران میں سے بھی بعض غیر حاضر تھے۔ اجلاس میں جو کچھ کہا گیا وہ بھی بطور فیصلہ نہیں بلکہ بطور سفارش کہا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا مجھے امید ہے کہ عقل و شعور رکھنے والے لوگ ایسی سفارش ہرگز منظور نہیں ہونے دیں گے۔ جو ملک کی سالمیت اور اتحاد کو سخت نقصان پہنچانے والی ہے۔ اور جس سے ملک کی دنیا بھر میں سخت بدنامی ہوگی۔

حضور نے فرمایا بعض لوگ احمدیوں کے متعلق اس شرارت کی آڑ میں حکومت کو مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ ۱۹۵۳ء کے سے حالات پیدا کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے نپٹنا اور بلا امتیاز سب کے مال و جان کی حفاظت کرنا حکومت کا کام ہے۔ لیکن جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے میں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت میں سرشار ہیں اور دن رات غلبۂ اسلام کی مہم میں مصروف ہیں ان کا ایمان دوسروں کے فتوؤں کا رہینِ منت نہیں ہے۔ ہم نے خدا کے فضل سے پہلے بھی اپنے خدا کے زندہ نشانوں کا مشاہدہ کیا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔

حضور نے فرمایا میں ایسے لوگوں کو حضرت خالد بن ولیدؓ کے الفاظ میں کہتا ہوں کہ تم جس قدر پیار اس ورلی زندگی سے کرتے ہو ہم اس سے بڑھ کر پیار خدا کی راہ میں موت قبول کرنے سے کرتے ہیں۔ گو حالات ایسے نہیں ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ آئندہ بھی ایسے حالات رُونما نہیں ہوں گے۔ لیکن بفرضِ محال اگر کبھی ایسا وقت آیا (خدا کبھی ایسا وقت نہ لائے) جب کہ حکومت لوگوں کے جان و مال کی ذمہ داری ادا کرنے میں ناکام ہو جائے تو پھر دُنیا دیکھ لے گی کہ احمدی کس طرح موت سے پیار کرتے ہوئے قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والے لوگ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں خدائی تائید و نصرت حاصل ہے۔ ہم اپنی عاجزی اور کمزوری کا اقرار اور اعتراف کرتے ہیں۔ مگر یہ خدائی تائید و نصرت ہی ہے جس کی بنا پر کہنے والے نے کہا اور بے شک سچ کہا کہ ؎

ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

آخر میں حضور نے احبابِ جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ ان دنوں ہمیں دُعاؤں پر خاص زور دینا چاہیئے۔ اور محبت و پیار کے ساتھ اور بے لوث خدمت کے ساتھ دُنیا کے دل جیتنے کے لئے اپنی جد و جہد کو جاری رکھنا چاہیئے۔ اگر ہم ایمان کے تقاضوں کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کریں گے اور قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں گے تو پہلے کی طرح اب بھی اور آئندہ بھی ہمیشہ خدا ہماری مدد کرے گا۔ اُس کا وعدہ ہے کہ اِس جماعت کے ذریعہ دُنیا پر اسلام غالب آئے گا۔ یہ وعدہ بہرحال پُورا ہو کر رہے گا۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

○

درخواستِ دعا

محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد کی بیٹی عزیزہ ناصرہ بیگم سلمہا بیمار اور داخلِ ہسپتال ہیں۔ مکرم سیٹھ صاحب نے متعدد تاروں کے ذریعہ اطلاع اور درخواستِ دعا کی ہے۔ آخری تار سے معلوم ہوا ہے کہ خدا کے فضل سے افاقہ ہے۔ مَیں احبابِ جماعت کی خدمت میں عزیزہ موصوفہ کی کامل و عاجل صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جلد کامل صحت عطا کرے آمین۔

خاکسار: مرزا وسیم احمد قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۱ ہجرت ۱۳۵۱ ہش

آزاد کشمیر اسمبلی کے فیصلہ والی خبر!

یہ ایک بالکل طبعی بات تھی کہ ہماری جماعت کے احباب اس خبر کو پڑھ کر تشویش میں مبتلا ہوئے جو ہندوستان کے بیشتر انگریزی اور اردو اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اور جس میں یہ کہا گیا تھا کہ آزاد کشمیر اسمبلی نے جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہوئے تبلیغ پر پابندیاں عاید کر دی ہیں۔ چنانچہ بھارت کی جماعتوں اور احباب کی طرف سے اس سلسلہ میں اخبارات کے تراشے بھی پہنچے اور خطوط بھی۔ کہ اس خبر کے بارے میں معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ لیکن چونکہ ہمارا علم بھی بھارتی اخبارات میں شائع ہونے والی اسی خبر پر مبنی تھا اس لئے کوئی معین جواب دینا ممکن نہ تھا۔ لہذا بدر کے گزشتہ دو شماروں میں اشارۃً اور مجملاً جماعت کے احباب کو تسلی دلانے کی کوشش کی گئی۔

ہم بدر کے اسی شمارے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک تازہ اور نہایت قیمتی خطبہ کا خلاصہ "الفضل" سے نقل کر رہے ہیں۔ جس سے ایک طرف احباب کو اس خبر کی حقیقت کا علم ہو جائے گا۔ اور دوسری طرف وہ اپنے پیارے امام کے وجد آفریں اور طمانیت بخش الفاظ سے تسلی پائیں گے۔ جیسا کہ سیدنا حضور انور نے فرمایا ہے۔ یہ تو درست نہیں ہے کہ آزاد کشمیر اسمبلی نے کوئی فیصلہ اس قسم کا کیا ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ کسی ممبر یا حلقہ کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ ہمارے مخالف علماء نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے باعلامِ الٰہی یہ اعلان فرمانے پر کہ حضرت مسیح ناصریؑ وفات پا گئے ہیں، ایک طوفان بے تمیزی برپا کیا تھا۔ اور آپؑ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ اور پھر ہندوستان کے طول و عرض میں حیات و وفاتِ مسیحؑ کے مسئلہ پر مناظروں کا ایک طویل ترین سلسلہ شروع ہوا۔ جو سالہا سال تک ممتد رہا۔ ہماری جماعت کے علماء ایک مناظرہ کے میدان میں مخالفین کو شکستِ فاش دے کر واپس قادیان پہنچتے ہی تھے تو کسی دوسری جگہ سے مناظرہ کا چیلنج آچکا ہوتا تھا۔ اور پھر وہ اس مقام کی طرف غیر احمدی علماء کو دلائل کے میدان میں چاروں شانے چت گرانے کے لئے روانہ ہو جاتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اجرائے نبوت اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مناظرات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور چونکہ غیر احمدی علماء دلائل سے قطعی تہی دامن تھے اور قرآن و حدیث اور نقل و عقل نے کسی موضوع پر بھی ان کا ساتھ نہ دیا۔ اس لئے ہر میدانِ مقابلہ میں شکست و ہزیمت ان کا مقدر بن گئی۔ اور ان مناظرات کا نتیجہ یہ نکلا کہ سعادتمند اور سمجھدار مسلمان غیر احمدیوں میں سے نکل نکل کر ہماری جماعت میں شامل ہوتے چلے گئے۔ اور ہر مناظرہ ہمارے حق میں ترقی کا پیغام لاتا رہا۔ اور ان کے حق میں رسوائی کا سامان پیدا کرتا رہا۔

اس کا اندازہ یوں ہو سکتا ہے کہ سنہ ۱۸۹۱ء میں جماعت احمدیہ کے قیام کے وقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیلے تھے۔ لیکن ایک طرف خدا کی تائید و نصرت کار فرما ہوئی۔ اور دوسری طرف اختلافی مسائل کے مناظروں نے اپنا کرشمہ دکھایا۔ اور جماعت کی تعداد نہایت سرعت کے ساتھ بڑھنے لگی۔ اور دور دراز کے ملکوں میں پھیلنے لگی۔ اس وقت جبکہ جماعت کی تعداد ایک کروڑ ہو چکی ہے ہم یہ نتیجہ نکالنے میں قطعی حق بجانب ہیں کہ غیر احمدی علماء کے فتاوئے کفر کو اللہ تعالیٰ نے انہی کے منہ پر مارا اور ان کی تمام تر مخالفانہ مساعی کو خائب و خاسر کر دیا۔ اور مناظروں میں ان کی ناکامیوں نے سعید روحوں کو تحریک کی کہ وہ آسمانی صداقت کو قبول کریں۔ چنانچہ گزشتہ ۸۴ سال میں جماعت کی تعداد کا ایک کروڑ تک پہنچ جانا بتاتا ہے کہ اوسطاً ہماری جماعت سالانہ سوا لاکھ کی تعداد میں بڑھتی رہی۔

اور جب غیر احمدی علماء نے اپنی تمام انفرادی اور اجتماعی مساعی کو یوں خاک میں ملتے دیکھا۔ اور جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقیات نے ان کے اندر بد دلی پیدا کر دی اور دلائل کے میدان میں قرآن و حدیث اور عقل و نقل نے ان کا ساتھ دینے سے قطعی انکار کر دیا تو انہوں نے اپنی ہزیمت کو چھپانے کے لئے اپنے ترکش میں سے آخری تیر نکالا۔ اور وہ یہ کہ جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اور اس طرح دلائل کے میدان میں احمدیوں کے سامنے جانے سے جان بچائی جا سکے۔

یہی حربہ تھا جو ہمارے مخالف علماء نے سنہ ۱۹۵۳ء میں بھی ایک ملک گیر مہم پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلا کر آزمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو اپنی پناہ میں لے کر اپنے آسمانی حربے سے ان کے ذہنی حربے کو توڑ کر رکھ دیا۔ اور بالآخر جب تحقیقاتی عدالت کے فاضل ججوں نے درجنوں غیر احمدی علماء سے سوال کیا کہ ـــــ "اسلام کی تعریف کیا ہے؟"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند الہامات

قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے چند الہامات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

۱۔ "یہ عاجز خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہر ایک طرف سے اس زمانہ کے علماء کی آوازیں آرہی ہیں کہ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ ندا ہے کہ

قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔[1]

ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اس شخص کی بیخکنی کرو۔ اور ایک طرف الہام ہوتا ہے

یَتَرَبَّصُوْنَ عَلَیْكَ الدَّوَائِرَ عَلَیْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ۔[2]

اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رسوا کریں اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے

اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ۔ اَللّٰهُ اَجْرُكَ اَللّٰهُ یُعْطِیْكَ جَلَالَكَ۔[3]

اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پر فتوے لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور ایک طرف خدا تعالیٰ اپنے اس الہام پر متواتر زور دے رہا ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔[4]

غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ رہے ہیں۔ اب دیکھئے کہ فتح کس کی ہوتی ہے۔"

(نشانِ آسمانی صفحہ ۳۸-۳۹، بحوالہ "تذکرہ" طبع دوم صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵)

[1] (ترجمہ) کہہ کہ مجھے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔
[2] (ترجمہ) وہ تجھ پر حوادث کے نزول کا انتظار کر رہے ہیں۔ بری گردش انہی پر پڑے گی۔
[3] (ترجمہ) جو تیری ذلت چاہے میں اسے ذلیل کروں گا۔ اللہ تیرا اجر ہے۔ اللہ تجھے تیرا جلال عطا کریگا۔
[4] (ترجمہ) کہہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو۔ اس طرح وہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

تو ان درجنوں علماء کے جواب میں اس قدر اختلاف تھا کہ وہ کوئی متفقہ تعریف پیش ہی نہ کر سکے۔ اور دنیا پر یہ امر ایک اور ایک دو کی طرح واضح ہو گیا کہ فتاوائے تکفیر کے کارخانوں کے مالک یہ علماء تو خود بھی نہیں جانتے کہ اسلام کی تعریف کیا ہوتی ہے۔ اور اس طرح مذہبی میدان میں ملّا بالکل برہنہ ہو کر رہ گیا۔ اور اپنے ہی پیروؤں کی شماتت کا ہدف بن گیا۔ اور برسوں اپنی روسیاہی کو چھپانے کی کوشش کرتا رہا۔

لہذا کوئی وجہ نہیں کہ ہماری جماعت جو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہے اور گذشتہ ۸۴ سال میں اس نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ہزاروں ہزار نشانات دیکھے ہیں ان مولویوں کی اس قسم کی مذموم کوششوں سے خائف ہو جائے۔ ہمارا ایمان ان کے فتوؤں اور فیصلوں کا رہینِ منت نہیں ہے۔ یہ فیصلہ تو آسمان پر ہوتا ہے کہ مومن کون ہے اور غیر مومن کون ہے۔ اور جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم ؎ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان محکم رکھنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہونا اور اسلام کی اشاعت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینا کفر ہے تو خدا کی قسم ہم سے بڑا کافر دنیا میں نہیں مل سکتا۔ اور ہمیں اپنے اس کفر پر فخر اور ناز ہے۔ اگر دنیا کے لاکھوں عدوانِ اسلام کو اسلام کا شیدائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فدائی بنا کر آپؐ کے قدموں میں لا ڈالنا کفر ہے تو ہم ہی نہیں، ہماری نسلیں بھی اس کفر پر نازاں ہونگی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبے نے ایک بار پھر اس امر کو اوضح اور اعلیٰ طور پر ہمارے قلوب کی گہرائیوں میں راسخ کر دیا ہے اور ہم علیٰ وجہ البصیرت پھر اپنے اس یقین کا اعادہ کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا کہ الامام جُنَّۃٌ یُقاتَلُ من ورائہ۔ خدا کی قسم یہ بالکل برحق ہے۔ ایک بار اس کا نظارہ ہم نے سنہ ۱۹۵۳ء میں کیا تھا

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۰ پر)

مسجد فضل لندن میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان جلسہ

از مکرم مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔ اے۔ نائب امام مسجد فضل لندن

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعتِ احمدیہ اس عقیدہ پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہے کہ بانیٔ اسلام، سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبییّن کے بلند ترین مقام پر فائز فرمایا ہے۔ ہر خیر اور برکت کی کنجی آپؐ کو عطا کی گئی ہے۔ اور جو شخص نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی نہیں کرتا وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں سُرخروئی حاصل نہیں کر سکتا۔ اس صداقتِ عظمیٰ کو دنیا میں پھیلانے اور اُسوۂ نبوی کو اپنوں اور بیگانوں کے سامنے بار بار بیان کرنے کی غرض سے جماعتِ احمدیہ نے دُنیا بھر میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد کرنے کا بابرکت طریق جاری کیا ہے۔ مورخہ ۸ اپریل کو "محمود ہال" مسجد فضل لندن میں منعقد ہونے والا جلسہ سیرۃ النبیؐ اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھا۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے بہت ہی کامیاب اور بابرکت ثابت ہوا۔ جلسے سے کافی عرصہ قبل اس کے انتظامات شروع کر دیئے گئے تھے۔ جلسہ کے لئے باقاعدہ دعوت نامہ شائع کیا گیا جو بڑی کثرت کے ساتھ تقسیم کیا گیا۔ بذریعہ ڈاک بھجوائے جانے والے خطوط کے علاوہ احباب جماعت نے اپنے عزیزوں، پڑوسیوں اور دوستوں میں کثرت کے ساتھ اس کی اشاعت کی۔ لندن سے شائع ہونے والے ایک اُردو ہفت روزہ میں جلسہ کا اشتہار نمایاں طور پر شائع کروایا گیا۔ ان سب مساعی کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت بخشا۔ اور جلسہ کے روز احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت مسلمان حضرات اور غیر مسلم حضرات اس کثرت سے تشریف لائے کہ مسجد سے ملحق محمود ہال اپنی وسعت کے باوجود ناکافی ثابت ہوا۔ بہت سے لوگوں کو مجبوراً کھڑا ہونا پڑا۔ اور جن کو کھڑے ہونے کی بھی جگہ نہ مل سکی انہوں نے مشن ہاؤس کے احاطہ میں نصب شدہ خیمہ میں بیٹھ کر جلسہ کی کارروائی کو سُنا۔ حاضرین جلسہ میں ہر طبقہ وخیال کے لوگ شامل تھے۔ ممبرانِ پارلیمنٹ، لوکل افسران، پولیس افسران، پادری صاحبان، اساتذہ، تاجر حضرات اور طلبہ وطالبات غرض کہ ہر طرزِ فکر کے لوگ بڑے شوق سے جلسہ میں شامل ہوئے۔

اس جلسہ کی ایک نمایاں بات یہ تھی کہ مکرم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد فضل لندن کی دعوت پر جلسہ کی صدارت جناب پروفیسر منٹگمری واٹ نے کی جو سکاٹ لینڈ میں ایڈنبرا یونیورسٹی میں عربی اور اسلامیات کے شعبہ کے صدر ہیں۔ پروفیسر موصوف عربی کے عالم اور مشہور مستشرق ہیں۔ آپ نے اسلام کے بارے میں خصوصی مطالعہ کیا ہے۔ اور اب تک اس موضوع پر متعدد کتب لکھ چکے ہیں۔ جو علمی حلقوں میں بہت مقبول ہیں۔ پروفیسر موصوف اس جلسہ کی صدارت کے لئے بطورِ خاص لندن تشریف لائے اور اس عشائیہ میں بھی شمولیت کی جو آپ کے اعزاز میں دیا گیا۔

لندن مشن کے احاطہ میں اس موقع پر ایک وسیع شامیانہ نصب کیا گیا تھا جس میں مہمان حضرات کے لئے چائے اور دیگر لوازمات کا انتظام تھا۔ مکرم ومحترم امام صاحب نے آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ ان مہمانوں میں وانڈز ورتھ لوکل کونسل کی میئر مسز جین سٹینڈنگ بھی شامل تھیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود اس تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائیں۔ میئر صاحبہ اس سے قبل بھی مشن کی بعض تقاریب میں شمولیت کر چکی ہیں۔

پروفیسر منٹگمری واٹ کی صدارت میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ جو مکرم ڈاکٹر مجیب الحق صاحب نے کی۔ اس کے بعد خاکسار نے اُس حصہ کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں لوکل کونسل کی میئر الڈرمین مسز جین اسٹینڈنگ نے وانڈز ورتھ برو کی طرف سے اس تقریب میں شامل ہونے والے سب مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اس موقعہ پر مختصر تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہمارا معاشرہ اس وقت قسما قسم کی بیماریوں اور خرابیوں سے دوچار ہے۔ مجھے اس امر کے اظہار میں بے حد مسرت ہے کہ لندن مشن اور اس کے اربابِ حل وعقد اصلاحِ معاشرہ کے نہایت ہی مقدس کام کو بہت احسن رنگ میں سرانجام دے رہے ہیں جس کے لئے وہ ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ آپ نے کہا کہ اصلاحِ معاشرہ کے لئے عوام الناس میں یہ اجتماعی شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

اس کے بعد مکرم ومحترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر اپنے فاضلانہ خطاب کا آغاز فرمایا۔ تقریر کے آغاز میں آپ نے بانیٔ اسلام، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی تفصیل کے ساتھ بیان کئے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ بچپن اور مطہر جوانی کے دلکش واقعات کو بیان کرنے کے بعد آپ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت اور اشاعتِ اسلام کی مساعی کو بیان کیا۔ اس موقع پر آپ نے سرورِ کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی جرأت وشجاعت، صبر ورضا، عفو ودرگذر، محبت وشفقت، قربانی وایثار اور محبتِ الٰہی کے واقعات کو نہایت مؤثر رنگ میں بیان کیا۔ جس کا سامعین پر گہرا اثر ہوا۔

تقریر کے آخر میں محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فرمایا کہ سرورِ کائنات محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اس بات پر گواہ ہے کہ بانیٔ اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ میں بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ اور اسی اسوۂ حسنہ کی اتباع میں کامیابی وکامرانی کا راز مضمر ہے۔ پس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت وجود ہر دَور کے لئے شمعِ امید ہے۔

محترم چوہدری صاحب موصوف کے اس جامع اور فاضلانہ خطاب کے بعد جو دو گھنٹے تک جاری رہا، صاحبِ صدر جناب پروفیسر منٹگمری واٹ صدر شعبہ عربی و اسلامیات ایڈنبرا یونیورسٹی نے حاضرین سے خطاب کیا۔ آپ نے کہا اگرچہ اس عالمانہ خطاب کے بعد جو ابھی آپ نے سُنا ہے مزید کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ تاہم مجھ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ مَیں بھی اس موقع پر کچھ کہوں۔ اس لئے مَیں نہایت اختصار کے ساتھ اپنے خیالات کو بیان کروں گا۔

آپ نے کہا کہ مَیں امام مسجد لندن کی طرف سے دیئے گئے اس اعزاز کے لئے بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے اس جلسہ کی صدارت کی دعوت دی ہے۔ اگرچہ اسلام سے میری دلچسپی کی وجہ سے اسلامی حلقوں میں اب میرا نام کافی مشہور ہو چکا ہے۔ لیکن میری اس ساری دلچسپی کا باعث جماعت احمدیہ کا ایک نوجوان ہے اور اسی نوجوان کے ذریعہ میرے لئے یہ تقریب بھی پیدا ہوئی کہ مجھے ۱۹۴۰ء میں پہلی بار اس مسجد میں آنے کا موقع ملا تھا۔ اس احمدی نوجوان کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ جن دنوں میں فلاسفی کے ایک استاد کے طور پر کام کر رہا تھا یہ نوجوان ایڈنبرا یونیورسٹی میں ویٹرنری سٹوڈنٹ تھے۔ مَیں ایک بیوہ کا اکلوتا بچہ تھا۔ جب میری والدہ کا انتقال ہوا تو مَیں نے اس نوجوان سے کہا کہ وہ میرے ساتھ آ کر میرے مکان میں مشترکہ کرایہ دار بن جائے۔ اصل بات یہ تھی کہ مجھے اس وقت کی اپنی تنخواہ میں سے اکیلے اس مکان کا کرایہ ادا کرنا مشکل تھا۔ وہ نوجوان آٹھ ماہ میرے ساتھ رہا۔ لیکن اس سارے عرصہ میں ہر صبح ناشتہ کی میز پر اور شام کو کھانے کے وقت ہم اسلام کے بارے میں تبادلۂ خیالات کرتے تھے۔ اس احمدی نوجوان کے تبلیغی جذبہ اور گفتگو نے تو گویا میری زندگی کا رُخ ہی بدل دیا۔ چنانچہ فلاسفی کے استاد کے طور پر انڈیا جانے کی بجائے انگلیکن بشپ کے زیر اہتمام مجھے یروشلم بھجوا دیا گیا۔ تا میں اسلام کے بارہ میں تحقیقی مطالعہ کر سکوں۔ مَیں نے کچھ عرصہ وہاں قیام کیا۔ اور واپس آ کر عربی اور اسلام سے متعلق علمی کام میں مصروف ہو گیا۔

پروفیسر واٹ نے کہا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام سے میری دلچسپی کا سب سے پہلا اور بہت بڑا باعث جماعتِ احمدیہ کا یہ نوجوان ثابت ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج جماعتِ احمدیہ کے اس جلسہ سیرۃ النبی کی صدارت کرتے ہوئے اور اس موقع پر کچھ کہتے ہوئے میں دلی خوشی محسوس کرتا ہوں۔

پروفیسر منٹگمری واٹ نے اس احمدی نوجوان سے اپنی بات چیت کا ذکر کرتے ہوئے مزید کہا کہ مَیں نے اپنے اس احمدی دوست کے ساتھ قیام اور بات چیت میں ایک خاص بات یہ محسوس کی کہ جب بھی مَیں اس سے اسلام کے بارہ میں تبادلۂ خیالات کرتا تھا تو اس کے خیالات سے مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ میں ایک فردِ واحد کے طور پر دوسرے فرد سے مخاطب نہیں بلکہ ایسے لگتا تھا کہ جیسے مَیں صدیوں پُرانی تاریخ پر مبنی حقائق کے مقابل پر اپنے خیالات پیش کر رہا ہوں۔

سلسلۂ خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا کہ اسلام کے بارہ میں تحقیقی مطالعہ کرنے کے بعد اب یہ بات پہلے سے بہت بڑھ چڑھ کر واضح صورت میں مجھ پر کھلی کہ

اسلامی تاریخ جو چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں پھیلی ہوئی ہے، اس سارے عرصہ میں رُونما ہونے والے مسلّمہ تاریخی واقعات کی روشنی میں پرکھی جا سکتی ہے۔ اسلام ہر دَور میں ایک زندہ حقیقت کے طور پر دُنیا میں موجود رہا ہے۔

اپنے تحقیقی مطالعہ کے نتائج بیان کرتے ہوئے پروفیسر واٹ نے مزید کہا کہ ایک اور حقیقت جس کا مجھے اس مطالعہ کے دوران ادراک ہوا ہے یہ ہے کہ ان الفاظ کے پیچھے جن کے ذریعہ مسلمان اور عیسائی دونوں ہی اپنے مذہبی عقائد اور خیالات کو پیش کرتے ہیں ایک عظیم الشان حقیقت پوشیدہ ہے۔ یہ حقیقت خدا تعالےٰ کے وجود کی ہے۔ جس کا صحیح اور مکمل ادراک انسان کی محدود فہم و فراست سے بالا تر ہے۔ اگرچہ ہم اپنے محدود الفاظ کے ذریعہ اس حقیقت کو بیان کرنے کی کوشش تو ضرور کرتے ہیں لیکن سچی بات یہی ہے کہ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہم اس تصور کو پوری طرح سمجھنے کے بھی قابل نہیں ہیں۔ پروفیسر منٹگمری واٹ نے اس بات پر زور دیا کہ خدا کے تصور کے بارہ میں زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے پروفیسر صاحب موصوف نے کہا کہ اگرچہ مَیں عقیدہ کے لحاظ سے عیسائی ہوں لیکن گزشتہ چند سالوں سے مَیں اس یقین پر قائم ہوں کہ بلاشبہ خدا تعالےٰ نے بانیٔ اسلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ دنیا والوں سے کلام کیا۔ اور اُن کے ذریعہ دنیا میں خدا کا ظہور ہوا۔ آپ نے کہا کہ مَیں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے آپ کے ذریعہ دنیا میں اپنی ذات اور قدرت کی جلوہ نمائی کی ہے۔ اس بات کا ثبوت ہر جگہ مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً گزشتہ شام ہی جب میں مسجد فضل میں آپ کی نماز باجماعت کے موقع پر موجود تھا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ طرزِ عبادت ایک یقینی حقیقت پر مبنی ہے۔ عبادت کرنے والوں کا مؤثر اور پُر کیف منظر اس حقیقت کی واضح شہادت دے رہا تھا۔

پروفیسر موصوف نے اس بات پر زور دیا کہ تیزی سے بدلتی ہوئی اس دنیا میں اس بات کی پہلے سے بہت بڑھ کر شدید ضرورت ہے کہ خدائے واحد پر یقین رکھنے والے سب لوگ مل کر دہریت اور لامذہبیت کی طاغوتی طاقتوں سے نبرد آزما ہوں۔ اگرچہ بعض صورتوں میں دوسرے شخص کے خیالات کو پُورے طور پر سمجھنا اور ان سے اتفاق کرنا مشکل بھی ہوگا۔ لیکن پھر بھی یہ چیز بنائے اتحاد بن سکتی ہے کہ ہم سب ایک ہی مقصد کی خاطر سرگرمِ عمل ہیں۔

صاحبِ صدر کے اس خیال افروز خطاب کے بعد مکرم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد فضل لندن نے جملہ حاضرین اور معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور یہ عظیم الشان جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حد درجہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ تقریب کے اختتام پر جملہ غیر مسلم حاضرین کو تبلیغی لٹریچر پیش کیا گیا۔ اور احباب جماعت نے انفرادی طور پر مزید معلومات بہم پہنچائیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے حاضرین نے اس جلسہ سے بہت عمدہ اثر لیا اور بعد میں زبانی اور خطوط کے ذریعہ اپنی اس دلچسپی کا اظہار کیا۔

اس جلسہ کی خبریں اور تصاویر مقامی اُردو اور انگریزی اخبارات میں شائع ہوئیں۔ جلسہ کے جملہ انتظامات ایک کمیٹی نے سرانجام دیئے جو محترم امام صاحب نے مقرر کی تھی۔ خاکسار اس کمیٹی کا صدر اور خواجہ نعیم احمد صاحب سیکرٹری تھے۔ جملہ ممبرانِ کمیٹی اور اُن کے رفقاءِ کار نے بہت محنت سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا کرے۔ آمین۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری تبلیغی مساعی میں بہت برکت عطا کرے اور اس ملک بلکہ ساری دُنیا کے لوگوں کو اسلام کے دامن سے وابستہ ہونے کی سعادت اور توفیق عطا کرے۔

اللّٰھم آمین۔

درخواست ہائے دُعا

(۱)۔۔ مکرم ڈاکٹر سید جلال الدین شاہ صاحب صدر جماعت احمدیہ بستہ ضلع رائے پور مدھیہ پردیش نے مکرم محمد صالح خان صاحب کی طرف سے جنہوں نے حال ہی میں بیعت کی ہے اعانتِ بدر میں مبلغ دس روپے بھجواتے ہوئے درخواست کی ہے کہ مکرم خان صاحب موصوف نے اپنے لڑکے کو گھڑیوں کی دکان کھلوا دی ہے۔ مکرم خان صاحب اور ان کے اہل وعیال کی احمدیت پر استقامت اور دکان کی کامیابی کے لئے تمام احباب دعا فرماویں۔ (مینیجر بدر قادیان)

(۲)۔۔ خاکسار کی والدہ عرصۂ دراز سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ مکمل شفایابی کیلئے اور خاکسار کے کاروبار میں مزید برکت کے لئے جملہ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار عبد اللطیف سندھی قادیان۔

واہ میر صاحب!

از محترم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب صدر شعبہ طبیعیات تعلیم الاسلام کالج ربوہ

چاق و چوبند، خدمتِ دین پر کمربستہ، نیکی کو سنوار کر ادا کرنے والے اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرنیوالے، قافلوں کے سالار، درویشوں کے خدمتگذار نیک اطوار و تقویٰ شعار، خوب صورت و خوب سیرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم و مغفور آخر اللہ کو پیارے ہوئے۔ وہ حق کو حق اور ناحق کو ناحق سمجھنے اور کہنے والے تھے۔ اُن کا نیکی کا تصوّر مثبت تھا۔ اللہ سے اُن کی صُلح اور شیطان سے اُن کی جنگ تھی۔

سب کہتے ہیں وہ بہت اچھّے منتظم تھے، مَیں یہ تو نہیں کہتا کہ لوگ غلط کہتے ہیں مگر یہ ضرور کہونگا کہ کم کہتے ہیں۔ حسنِ نیّت کے بغیر حسنِ انتظام کہاں ممکن ہے۔ وہ اچھے منتظم سے زیادہ، کہیں زیادہ، اچھے انسان تھے۔ خوش خلق، ہمدرد، غمگسار و دوست نواز۔ اُن کا سلیقہ اُن کا رکھ رکھاؤ، اُن کی سُوجھ بُوجھ، اُن کا تصوّرِ حُسن زندگی سے اُن کی محبّت کے آئینہ دار ہیں۔ مگر جب زندگی سے مُنہ موڑا تو مُڑ کر نہ دیکھا اور جو حصّہ قسّامِ ازل نے اُن کے لئے مقرر کر چھوڑا تھا اسی کو کافی سمجھا۔ ایسے قانع، ایسے بہادر، ایسے نڈر کم دیکھنے میں آتے ہیں۔

وہ گوشت پوست کے چلتے پھرتے، کھاتے پیتے انسان تھے۔ ہنسنے ہنسانے والے، اچھی بات پر خوش ہونے والے اور بُری سے بیزاری کا اظہار کرنے والے، مکروہ کو دیکھ کر کراہت کرنے والے اور نجس پر نفرین کرنے والے تھے۔

موجودہ دور کے اخلاقی کوڑھ یعنی منافقت سے اُن کا دامن پاک تھا۔ اگر وہ خوش تھے تو خوش تھے اور ناراض تھے تو ناراض۔ انہوں نے ریاء کے بدلے صدق اور منافقت کے بدلے خلوص کو اختیار کیا۔ خوب کیا خوب کیا۔

ساری عمر دوستوں سے وفا کی، محبّت کی، اُن کی دِل داری و غمگساری کی مگر آخر میں اپنی جواناں مرگ سے دوستوں کے دِل کا چَین چھین لے گئے۔

واہ میر صاحب! ایسا چرکا۔ ایسا گھاؤ!

پیکرِ صدق و صفا حضرت سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین رضی اللہ عنہ

از محترم جناب سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآبادی ربوہ

محترم جناب سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآبادی نے ۱۸ مارچ ۱۹۷۰ء کو شعبۂ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام مرکزی بزم حُسنِ بیان کے اجلاس میں حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب مرحوم آف سکندرآباد دکن کی سیرت پر جو مقالہ پڑھا تھا وہ (الفضل ۳۰ مئی ۱۹۷۳ء سے) ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ ——— ایڈیٹر

عظیم شخصیتیں ایک منارۂ نور و عرفان ہوتی ہیں اور وہ راہِ حیات میں گم کردہ راہ مسافروں کی اندھیری اور طوفانی راتوں میں صحیح رہبری اور رہنمائی کرتی ہیں۔ حضرت سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین ان عظیم شخصیتوں میں ایک ارفع و اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ وہ بلاشبہ عظمت کا ایک مینار تھے اور ان کی شخصیت بہت عظیم تھی۔ ان کی تمام تر زندگی دین اور ملت سے وفاداری اور استواری کا کامل نمونہ تھی۔ ان کا مقصد بلند تھا اس لئے وفا کا درجہ بھی بہت بلند تھا۔ قطرہ کو گہر بننے تک بہت منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن موتی بن جانے کے بعد وہ بے بہا ہو جاتا ہے۔ سمندر کا طوفان اس کو منتشر نہیں کر سکتا۔ اس سے نور کی لہریں برابر نکلتی رہتی ہیں۔ حضرت سیٹھ صاحب مذہب و ملت کی خدمتگذاری میں جاں سپاری کی منزل تک پہنچ گئے تھے۔ وہ ایک ایسے مردِ مومن تھے جن کے دن اگر خدا کے بندوں اور دین کی خدمت گزاری میں گزرتے تھے تو ان کی راتیں اپنے خالق و مالکِ حقیقی کی عبادت ریاضت اور اس کے ذکر و فکر میں بسر ہوتی تھیں بلاشبہ وہ ایک مردِ مجاہد، ایک پیکرِ انسانیت ایک مجسم نیکی اور ایک ذاتِ والاصفات تھے۔

حضرت سیٹھ عبد اللہ بھائی ایک ذات نہیں ایک انجمن تھے۔ ایک شخص نہیں ایک ادارہ تھے ایک پھول نہیں ایک گلشنِ بہار تھے۔ ان کے کردار کی عظمت دیکھئے تو ہزاروں دلفریبیاں ان کی شخصیت کی رفعت پر نظر ڈالئے تو لاکھوں تابانیاں جلوہ نما تھیں۔ ان کی زندگی ملت و جماعت سے محبت و عقیدت کی منہ بولتی تصویر تھی۔ میرے آئینہ خانۂ خیال میں ان کی جو تصویر ہے وہ محض ایک گوشت پوست کے انسان کی نہیں ہے۔ عبد اللہ بھائی نام ہے ایک مردِ مومن کی پاکیزہ زندگی کا، اس کے محمود اعمال کا۔ ان کی ساری زندگی نیکی و پارسائی سے عبارت تھی اور ان کا ہر فعل و عمل ایثار و اعانت، صداقت اور خلوص کا علمبردار تھا۔ ان کے دل میں خدمتِ دین کے لئے مسلسل تڑپ، ایک پیہم لگن، ایک جذبۂ بے اختیار، ایک لگاتار جد و جہد، ایک لامتناہی امنگ تھی۔ ان کے کردار و عمل کی اچھائیاں ان کی زندگی کے ہر پہلو پر جاری و ساری تھیں۔ انہوں نے ایک پاکباز دورِ حیات گزارا۔ ان کے دلِ دردمند نے خدمتِ دین کے بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دئے اور یوں ان کی تمام زندگی سوز و ساز، مہر و وفا ایثار و جاں سپاری کے لطیف جذبات و اعمال سے مملو رہی ؎

چہ باید مرد را طبع بلندے مشرب نابے
دل گرمے نگاہِ پاک بینے جانِ بے تابے

ان کے کردار و عمل کی بہت سی اچھائیاں ہیں جو آج بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کی پاک سیرت، ان کے صالح اعمال، ان کا مثالی جذبۂ ایثار ان کی لاجواب خدمتِ ملی ہماری اجتماعی زندگی کا انمول اثاثہ ہے۔ ان کا دل حرص و ہوس سے پاک تھا وہ نام و نمود سے دور بھاگتے تھے اور نیکیاں بجالاتے وقت نیکیوں کا حق بھی ادا کر دیتے تھے۔

میں نے ایسی نادرِ روزگار شخصیت اور ذاتِ بابرکات کے ساتھ اپنی حیاتِ مستعار کے بہت سے سال گزارے ہیں اور یوں اپنے ممدوح کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میرے دل کے قرطاس پر ان کی خوبیوں اور نیکیوں کے نقوش جگمگا رہے ہیں اور میں ان کی اچھائیوں نیکیوں اور خوبیوں کو آپ تک پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ یہ بے رنگ و بو ہی سہی، میری محبت و عقیدت کے چند پھول ہیں جنہیں دامن میں سمیٹ کر حضرت سیٹھ صاحب کی بارگاہِ عظمت میں حاضر ہو رہا ہوں۔ مجھ جیسا تہی دامن ان کی ذہن گاہِ جلال میں اور کیا نذر پیش کر سکتا ہے ؎

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ شرفِ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

حضرت عبد اللہ بھائی اثنا عشری اسمٰعیلی (آغاخانی) فرقے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد تجارت پیشہ تھے۔ اور اپنے کاروبار کو وسعت دینے کے لئے وہ بمبئی سے سکندرآباد (جو مرحوم مملکت آصفیہ کے دارالسلطنت شہر حیدرآباد کے مضافات میں واقع ہے) آکر وہیں آباد ہو گئے تھے۔ وہاں اپنے کاروبار کا آغاز کیا لیکن کامیابی اور ترقی ان کے لئے مقدر نہ تھی۔ وہ کاروبار میں نقصان اٹھاتے اور قرض کے سہارے گزر بسر کرتے رہے آخر ایک روز کثیر قرض کا بوجھ اٹھائے اللہ کو پیارے ہوئے۔ ان کے پسماندگان میں ان کے چار فرزند بھی تھے۔ سب سے بڑے حضرت سیٹھ عبد اللہ بھائی تھے اور باقی تین ان سے چھوٹے اور زیرِ تعلیم تھے۔ یہ آزمائش بڑی کٹھن تھی۔ نجابت کے لئے ایک کھلا چیلنج تھا۔ بہت سارے مسائل سر اٹھائے سامنے موجود تھے۔ خاندان کی پرورش کی ذمہ داری قرض خواہوں کی دار و گیر اور دیگر امور کی بجا آوری کا سارا بوجھ ان کے کمزور کندھوں پر آن پڑا۔ ابتلاء و آزمائش کا یہ دور بڑا جان لیوا تھا۔ اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ پیسے پیسے کے محتاج ہو گئے۔ اس عالمِ بے کسی و بے بسی میں وہ اپنے مولا اور حاجت روا کے حضور بڑے عجز اور انتہائی خاکساری سے رجوع ہوئے۔ دعا کی اور منت مانی کہ اس کی عنایتِ بے پایاں سے اگر انہیں قرض کی لعنت سے نجات مل جائے تو وہ بقیہ عمر بھر اپنی آمدنی کا ایک تہائی حصہ اس کے دین کی سربلندی اور مجبور اور محتاج بندوں کی خدمت گزاری میں خرچ کیا کریں گے ان کی والہانہ دعائیں مستجاب ہوئیں۔ رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ کے الطاف اور اکرام کی موسلادھار بارش ہونے لگی۔ اور چند سالوں میں ان کا سارا قرض ادا ہو گیا۔ اس عرصے میں ان کے چھوٹے بھائی بھی زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو کر تجارت میں ان کا ہاتھ بٹانے لگے۔ اور کاروبار میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔ اور ان کی بیعتِ سلسلہ احمدیہ (۱۹۱۵ء) تک ان کا اور ان کے بھائیوں کا شمار مملکت حیدرآباد کے ممتاز اور متمول سربرآوردہ تجار میں ہونے لگا۔

حضرت سیٹھ صاحب کے کاروبار کی نوعیت اور وسعت کا مختصر ذکر شاید بے محل نہ ہو گا ان کے مشترکہ کاروبار میں برف اور مشروبات کی دو عظیم فیکٹریاں تھیں۔ بعد ازاں مملکت حیدرآباد کے نئے سیمنٹ اور کوئلے کی ایجنسیاں ان کے پاس آئیں۔ گورنمنٹ کنٹراکٹ کا کاروبار وسیع پیمانے پر شروع ہو گیا۔ اس مرحلہ پر ان کے تیسرے اور چوتھے بھائی ان کے کاروبار سے الگ ہو گئے اور اپنا علیحدہ کام شروع کیا۔ حضرت سیٹھ صاحب اور ان کے منجھلے بھائی خان بہادر احمد بھائی الہ دین صاحب المخاطب نواب احمد نواز جنگ بہادر کے ساتھ نواب صاحب کے دونوں فرزند بھی کاروبار میں بطور حصہ دار شریک ہوئے اور ان کی شمولیت سے کاروبار کو مزید ترقی اور وسعت ملی۔ دوسری جنگِ عظیم (۳۹ - ۱۹۴۵ء) کے دوران ہندوستان کی آرڈی ننس کا کروڑہا روپیہ کا کام ان کی فرم نے سرانجام دیا اور اُسی زمانے میں ایک صنعتی کمپلکس قائم کیا گیا جو لوہے و سٹیل کے مختلف النوع سامان کیمیاوی کھاد۔ اسبسٹاس اور اسٹارچ کی چار عظیم فیکٹریوں پر مشتمل تھا۔ ان کا ادا شدہ سرمایہ دو کروڑ کے قریب تھا (آج کے کم از کم دس کروڑ کے برابر) جس میں سے ۵۱ فی صد حکومت نظام کا اور باقی ۴۹ حضرت سیٹھ صاحب کی فرم اور عوام کا تھا۔ اور ان فیکٹریوں کی مینجنگ ایجنسی بھی ان ہی کی تھی۔ اس وسیع کاروبار کے علاوہ اسٹار لون مل (کھاد) نامی ایک ذاتی فیکٹری تھی جس میں ان کے بھائی اور بھتیجے حصہ دار نہ تھے۔ سقوطِ حیدرآباد کے وقت مملکتِ حیدرآباد کے سب سے بڑے دو صنعتی اور تجارتی اداروں میں سے ایک ان کا اور ان کے بھائی اور بھتیجوں کا اور دوسرا خان بہادر عبد الکریم بابو خان اور میر لائق علی (سابق وزیر اعظم) کا تھا۔

دولت نے حضرت سیٹھ صاحب کے قدم چومے بے فکریٔ معاش نصیب ہوئی۔ آسائشِ زمانے نے انہیں نوازا تو مذہب و دین سے والہانہ عشق کی فطری چنگاری شعلہ بن گئی اور وہ طریقت کی راہ میں سرگرم سفر ہو گئے۔ ان کے آبائی مسلک میں دعا کو کوئی خاص مقام حاصل نہیں ہے اور اس مسلک کے پیرو اپنی ساری کامیابیوں اور فیروز مندیوں کو محض اپنے فرقے کے امام کی ذات سے عقیدت۔ محبت اور احترام سے وابستہ کرتے ہیں اور یہ بات حضرت سیٹھ صاحب کی نیک فطرت پر گراں گزرنے لگی۔ اور وہ آہستہ آہستہ اپنے آبائی مسلک سے دور اور فرقہ اہلِ حدیث سے قریب ہونے لگے۔ اسی زمانے میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ (ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان) حضور نظام کی پھوپھی لیڈی وقار الامراء کے ایک دیوانی مقدمے میں ان کے داماد حضرت سید محمد رضوی صاحب رضی اللہ عنہ (جو ۳۱۳ کی فہرست صحابہ میں سے ہوئے) کی جانب سے پیروی کے سلسلے میں ۱۹۱۱ء میں حیدرآباد گئے اور ان کا قیام حضرت سیٹھ صاحب کی زمین

کے قریب ایک موٹل میں تھا۔ وہاں حضرت سیٹھ صاحب کی نیکی اور دین سے شغف کا ذکر سنا۔ چنانچہ ایک دن ان سے ملاقات کی۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" مطالعہ کے لئے دی اور تبلیغ سلسلہ بھی کی۔ لیکن حضرت سیٹھ صاحب نے اپنے ایک اہل حدیث دوست کے زیر اثر نہ تو پیش کردہ کتاب کو پڑھا اور نہ ہی تبلیغ کا کوئی اثر قبول کیا۔ کچھ عرصہ بعد محترم مولوی سید بشارت احمد صاحب (جو بعد کے زمانہ میں جماعت احمدیہ حیدرآباد کے امیر مقرر ہوئے) نے ان سے مراسم اور تعلقات پیدا کئے۔ حضرت سیٹھ صاحب کی کوٹھی پر حضرت حافظ روشن علی صاحب کے درس قرآن کریم کا اہتمام کیا اور حافظ صاحب کی قادیان واپسی کے بعد بھی ملاقات اور تبلیغ کا سلسلہ التزام اور تندہی سے جاری رکھا جو بالآخر حضرت سیٹھ صاحب کے قبول احمدیت پر منتج ہوا

حضرت سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین نے ۹ر اپریل ۱۹۱۵ء کو حضرت مولوی میر محمد سعید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان اور امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کے ہاتھ پر اپنے ماموں سیٹھ ابراہیم الہ دین کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بیعت کی تھی۔ حضرت مولوی صاحب موصوف کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایسی بیعت لینے کی اجازت حاصل تھی۔ اس تقریب میں حضرت سیٹھ صاحب اپنے تینوں چھوٹے بھائیوں کو اپنے ساتھ لے آئے تھے راقم کی عمر اس وقت سات آٹھ سال کے قریب تھی۔ اور اس واقعہ پر ۵۸ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن یہ تاریخی تقریب اپنی پوری تفاصیل کے ساتھ میرے دل و دماغ میں آج بھی مستحضر اور تازہ ہے۔ حضرت سیٹھ صاحب سفید لباس میں ملبوس تھے۔ سر پر زریں پگڑی تھی جو آغا خانی حضرات شادی بیاہ اور دیگر تقاریب خاص پر بالعموم پہنا کرتے ہیں۔ عجب اثر انگیز روحانی ماحول میں یہ بیعت ہوئی تھی۔ ان کے روشن، سرخ و سفید پُر رُعب چہرے اور پُر کشش شخصیت کا جو نقش میرے اثر پذیر دل و دماغ پر اس وقت مرتسم ہوا تھا وہ عمر، علم، شعور، آگہی اور کچھ امتداد زمانہ کے ساتھ ان کے مثالی کردار اور لاجواب جذبۂ خدمت دین کے ایک شاہد ہونے کی بنا پر اور زیادہ واضح اور گہرا ہوتا گیا۔ اور اسی طرح یہ یقین راسخ ہی کہ وہ یہ نا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی جوہر شناس نگاہ میں کیوں ان چالیس مردان صدق و صفا اور دیوانوں میں سے ایک تھے جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اگر وہ مل جائیں تو آپ ساری دنیا کو اسلام کے لئے فتح کر لیں گے!

پہلی جنگ عظیم (۱۴-۱۹۱۹ء) کے اختتام پر جب راستے کھل گئے اور سفر کی سہولتیں میسر آگئیں تو کاروبار کا انصرام اپنے منجھلے بھائی (خان بہادر احمد بھائی الہ دین) کے سپرد کر کے اپنی بیگم اور بڑی صاحبزادی کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور فریضۂ حج کی ادائیگی کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور مدینہ منورہ میں مزار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حاضری دی)۔ بیعت سلسلہ کے بعد ہی سے کاروبار سے ان کی دلچسپی خاصی کم ہو گئی تھی۔ حج سے واپسی کے بعد بالکل ختم ہو گئی ان کا پورا وقت اور ساری صلاحیتیں اشاعت لٹریچر کے ذریعہ خدمت دین اور دعوت سلسلہ عالیہ کے لئے وقف ہو گئیں۔ یہ دعوت ان کے قلب کی گہرائیوں سے اٹھی تھی جس کے متحرک خون کا ہر قطرہ عزیمت کی حرارت سے سوزاں دکھائی دیتا تھا۔ دن رات ایک ہی لگن تھی کہ اللہ تعالیٰ کا نام بلند ہو۔ اسلام اور احمدیت کا پیغام اکناف عالم میں پہنچ جائے۔ واقف حضرات جانتے ہیں کہ بالخصوص تقسیم برصغیر ہند کے بعد سے انگریزی لٹریچر کی اشاعت کا جو عظیم کام وکالت التبشیر تحریک جدید ربوہ کی جانب سے انجام پا رہا ہے وہ کام تقسیم ہند تک زیادہ تر حضرت سیٹھ صاحب کا رہین منت رہا ہے۔ اخبار الفضل کی ہر اشاعت میں "کارڈ آنے پر مفت" کا اعلان التزام سے شائع ہوا کرتا تھا۔ ترسیل لٹریچر کے لئے ان کے دفتر میں ایک مستقل شعبہ قائم تھا۔ نظام ریلوے کی ٹرینوں میں ان کے کارندوں کے ذریعہ برائے نام قیمت پر سلسلہ کا لٹریچر فروخت ہوا کرتا تھا۔ اور وہ خود بھی ہفتہ میں ایک دن پانچ چھ گھنٹے سرکاری بس سروس میں سکندرآباد حیدرآباد اور حیدرآباد سکندرآباد (۷ میل کا فاصلہ) کے درمیان سفر کر کے مفت لٹریچر تقسیم کیا کرتے تھے۔ چونکہ یہ بسیں ترقی یافتہ ممالک کی بسوں کی مانند آرام دہ تھیں اور ان میں شریف لوگ ہی مسافروں کو سفر کرنے کی اجازت تھی جس قدر ان بسوں میں ہوا کرتی تھیں اس لئے وہ آرام سے اپنے شوق سے یا حضرت سیٹھ صاحب کی پُر نور و باوقار شخصیت اور حیدرآبادی لحاظ و مروت کی بنا پر تقسیم شدہ لٹریچر کا دوران سفر مطالعہ کیا کرتے تھے۔ اپنی ذاتی کوششوں کے علاوہ اشاعت لٹریچر کے میدان میں جو دوسرے مخلصین کوشاں اور سرگرم عمل تھے ان کی خطیر مالی امداد کی جاتی تھی جن میں ایک مولوی ابو الفضل محمود صاحب مرحوم تھے جنہوں نے مجھ سے خود کہا تھا کہ بعض مرتبہ چار چار ہزار کی رقم انہیں اس غرض سے ملی تھی کہ سستے داموں پر زیادہ سے زیادہ لٹریچر شائع و تقسیم ہو۔

حضرت سیٹھ صاحب جماعت کے لازمی چندے اپنی آمد پر پائی پائی کا حساب اونچی شرح سے کر کے ادا کیا کرتے تھے اور تحریکات طوعی چندوں میں ان کا حصہ نمایاں اور مثالی ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بارہا اس کا ذکر اپنے خطبات اور تقاریر جلسہ سالانہ میں فرمایا ہے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رکھا تھا کہ حضور جب کبھی کسی چندے کی تحریک فرماویں تو اسی وقت ان کی طرف سے بھی خود وعدہ لکھوا دیں چنانچہ ویسا ہی ہوا کرتا تھا اور وہ اضافہ کے ساتھ اس وعدہ کو ادا کر دیا کرتے تھے۔ مالی خدمت کا یہ سلسلہ جو ان کی تاریخ بیعت یعنی ۱۹۱۵ء سے شروع ہوا تھا ۱۹۵۶ء تک تدریجی اضافہ کے ساتھ جاری رہا اور ۴۲ سال کے عرصہ میں انہوں نے ۱۲ لاکھ روپیہ سے کچھ زیادہ رقم بطور چندہ وغیرہ پیش کی۔ جو آج کے سکہ میں کسی طرح ایک کروڑ سے کم قرار نہیں دی جا سکتی

لازمی اور طوعی چندوں کے علاوہ ان کی آمدنی کا ایک معتدبہ حصہ خدمت خلق کے کام بیواؤں کے گزارے، یتامیٰ و مساکین کی پرورش اور مستحق طلباء کے وظائف اور دیگر کارہائے خیر پر خرچ ہوا کرتا تھا۔ وہ نہایت پابندی کے ساتھ جلسہ سالانہ قادیان پر ہر سال تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور وہاں ان کی قیامگاہ پر صبح و شام حاجت مندوں کی آمد و رفت رہا کرتی تھی۔ ان کے ہاں سے کوئی خالی ہاتھ واپس نہیں گیا اور ہر ایک کی خدمت اس کی ضرورت کے لحاظ سے انہوں نے کی۔ بہتوں کو ان کی جانب سے خزانہ صدر انجمن احمدیہ کے توسط سے وظائف ملا کرتے اور کئی ایک کو منی آرڈر اور انشورڈ رجسٹرڈ خط کے ذریعہ براہ راست رقوم اس لئے ادا ہوا کرتی تھیں کہ اخفا رہے اور عزت نفس مجروح نہ ہو۔ سکندرآباد میں ان کی کوٹھی پر محتاجوں اور فقیروں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ یہ عجیب تصرف الٰہی ہے کہ ان کے ذاتی اور مشترکہ کاروبار سے جو منافع ان کے حق میں برآمد ہوتا اس کی مقدار ہر سال اس رقم سے بقدر چار پانچ ہزار زائد ہوا کرتی تھی جو وہ راہ خدا میں مختلف عنوانوں کے تحت خرچ کیا کرتے تھے۔ دو تین سال تواتر کے ساتھ اس حیرت انگیز تجربے سے ان کو یہ عرفان اور یقین حاصل ہو گیا تھا کہ وہ اس راہ میں جس قدر خرچ کریں گے اس سے زیادہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو عطا ہو گا۔ اس یقین و عرفان نے ان کا حوصلہ بڑھا دیا تھا اور وہ نیک کاموں پر بے غل و غش خرچ کرتے رہے

جس ہستی کی داد و دہش کا یہ عالم تھا اس نے اپنے ذاتی خرچ کو ایک ہزار روپیہ ماہوار سے متجاوز نہ ہونے دیا تھا اور وہ کہا کرتے تھے کہ ان کی کثیر آمدنی میں خود ان کا اور ان کے اہل خاندان کا اتنی ذرہ حصہ ہے۔ اس ملک التجار کے ہاں سوائے اس سرمایہ کے جو کاروبار میں زیر دوران تھا نہ کوئی رقم جمع تھی اور نہ اس کا کوئی بنک بیلنس تھا۔ غیر منقولہ جائداد میں صرف ایک کوٹھی تھی جس کے مالک وہ اپنی قبولیت احمدیت کے بہت پہلے سے تھے۔ البتہ جب ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کا اجراء ہوا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مطالبہ نمبر ۱۸ کے تحت ارشاد فرمایا کہ امراء قادیان میں مکان بنوائیں اور یہ کہ یہ دنیا نہیں بلکہ دین ہے تو اس جذبہ پر حکم خدائی سمجھتے ہوئے اس کی فوراً تعمیل کی اور ۸۰ ہزار کی مالیت سے وہاں دو مکانات تعمیر کروائے تھے۔ تقسیم برصغیر ہند تک ان میں احمدی حضرات بغرض ادائیگی کرایہ رہائش رکھتے تھے اور بعد کے زمانے میں غیر مسلم ان میں بستے ہیں اور کاغذ پر ان کا کرایہ ماہوار بہت معمولی ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ مال و دولت کے بارے میں ان کی ساری زندگی کا عمل مولانا محمد علی جوہر کے اس شعر کے عین مطابق ہے ؎

یں کھو کے تری راہ میں یہ دولت دنیا
سمجھا کہ کچھ اس کے بھی سوا میرے لئے ہے

(باقی)

درخواستہائے دُعا

عزیزم وسیم احمد کی اہلیہ سخت بیمار ہو کر ہسپتال میں ۱۵ روز سے زیر علاج ہے ابھی کوئی افاقہ نہیں۔ احباب کرام سے اس کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار سید ظہیر الحق جمشید پور

میری اہلیہ چندالور میں ہیں۔ ان کے ہاں لڑکا تولد ہونے کی اطلاع آئی ہے۔ الحمد للہ احباب کرام زچہ بچہ کی صحت و سلامتی کے لئے اور نو مولود کی درازیٔ عمر نیک اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں اس خوشی میں پانچ روپے درویش فنڈ میں اور پانچ روپے اعانت بدر میں ارسال ہیں۔

خاکسار غلام محمد احمدی امرچنتہ آندھرا

میرے خسر محترم خواجہ محمد صدیق صاحب زانی ڈوڈہ کشمیر ایک عرصہ سے بلڈ پریشر کے عارضہ سے بیمار اور پریشان ہیں ان کی جلد کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے

خاکسار بشارت احمد بشیر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو پاک کرتی ہے

حقیقی اسلام یعنی احمدیت کا عظیم الشان عالمگیر چیلنج اور عہد جدید

بے قابو اقوام عالم کی موجودہ بڑھتی ہوئی پریشان کن سرکشی تمرد و بدمستی کی وجوہات اور ان کا آخری مؤثر علاج

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

جو تھا امر یہ ہے کہ دنیا کی بے قابو قوموں کی سرکشی و تمرد کی وجوہات کیا ہیں اور ان کا علاج کیا ہے۔ اور یہ قومیں کس طرح اپنی سرکشی کو چھوڑ کر راہِ اعتدال اختیار کر سکتی ہیں۔ سو اس کے لئے واضح رہے کہ اس عالمگیر سرکشی کی اصل وجہ اللہ تعالیٰ سے دوری ہے۔ یعنی اقوام عالم کے دلوں میں خدا پر ایمان اور اس کی معرفت اور خشیتِ الٰہی اور اس کے خوف کا فقدان ہے۔ نیز ان کو اس بات کا یقین نہیں کہ ان کے اچھے اور بُرے اعمال کی جزا سزا ان کو ضرور خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے گی۔ سائنس ٹیکنالوجی اور دیگر علومِ دنیوی کی بے انتہا ترقی کے نتیجہ میں انسان کے لئے آسائش و آرام و راحت کے سامانوں کی فراوانی و کثرت ہو چکی ہے اسے اپنی خواہشاتِ نفسانی کو پورا کرنے اور من مانی چلانے کے لئے بڑی سہولتیں میسر آ چکی ہیں۔ زندگی کے ہر شعبے میں سہولت ہی سہولت پیدا ہو چکی ہے اور اسے خوراک، لباس، سکونت، تعلیم اور علاج کے علاوہ عیش و عشرت کے سامان حسب منشا بہم پہنچ رہے ہیں اور دنیا پورے طور پر اس پر اپنے دروازے کھول چکی ہے۔ اور اس کی ترغیب سے عموماً لوگ بے فکر ہو چکے ہیں

دوسری طرف ان کو پوری آزادی حاصل ہے اور وہ اپنی طاقت و بل بوتے پر کسی کی بھی پروا نہیں کرتے۔ دونوں طرح سے وہ اپنے آپ کو کسی بالا ہستی کا نہ محتاج سمجھتے ہیں اور نہ ہی وہ کسی گرفت میں آنے کا ڈر رکھتے ہیں۔ نہ ان کو کسی بالا ہستی کی طرف لالچ کھینچتا ہے اور نہ ہی کسی کا ڈر ان کے دلوں پر ہیبت ڈالتا ہے۔ اس لئے وہ سب کچھ اپنی سائنس اور ٹیکنالوجی و صنعت و حرفت کو ہی سمجھتے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو خدا کا محتاج سمجھنے سے بالا ہیں ان کو اس بات کا قطعاً خوف نہیں کہ وہ اپنی عملی آزادی میں بے راہ روی و تمرد و سرکشی اور بدمستی کے نتیجہ میں کبھی پکڑے جا سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ جو قادر مطلق ہے اور ان پر قبضہ و تصرف رکھتا ہے کبھی ان سے ان کے سامانِ تعیش و آسائش کو چھین سکتا یا تباہ کر کے تمام ذرائع ان پر مسدود کر سکتا ہے۔ اور ان کی سرکشی، آزادی، تمرد، بدمستی، غرور، تکبر اور ظلم و جور و زیادتی و تعدی و ناجائز استعمال کی ان کو سزا بھی دے سکتا اور ان کو محروم کر کے ان کو دنیا کے لئے باعث عبرت بنا سکتا ہے۔ دنیا کی تاریخ اور صحفِ انبیاء اس پر شاہد و ناطق ہیں کہ خدا کی گرفت کس شدت سے پڑتی رہی ہے۔ بابل و عاد و ثمود و یہود وغیرہ کی داستانِ عبرت سب کے سامنے ہے۔ ان کے اعمال کے نتائج سے کون بے خبر ہے۔ بحرِ مردار کا عبرتناک خطہ کس کی نظروں سے اوجھل ہے۔

پس موجودہ بیماری کا علاج یہی ہے کہ دنیا کو خدا تعالیٰ کا علم ہو۔ اور وہ اسے مانے اور پہچانے اور اس کی صفات و قدرتوں و طاقتوں پر علیٰ وجہ البصیرت یقینِ محکم رکھے۔ اور اس سے اپنا تعلق استوار کر کے لوگ اس سے محبت پیدا کریں۔ اور اس کا ڈر رکھیں۔ اور دلوں میں خشیت و خوفِ الٰہی بڑھائیں تا وہ اس کے ساتھ تعلق کے شوق کی وجہ سے اور اس کی محبت کے حصول کی غرض سے اچھے اعمال بجا لائیں اور اس کی خشیت و ڈر کی وجہ سے بُرے کاموں سے بچ سکیں۔ اور اس کی مخلوق سے تعلق استوار کریں۔ اور اپنی سرکشی تمرد و بدمستی سے باز آ جائیں۔ اور اس کی مخلوق سے ہمدردی و محبت و رواداری و احسان کا برتاؤ اختیار کریں اور ظلم جور و جفا و تعدی و لوٹ کھسوٹ و استحصال سے باز آ جائیں۔ تا وہ اس کی رضا حاصل کر کے راحت پانے کے قابل ہوں اور اس کے غضب سے بچ کر دکھوں سے محفوظ رہیں

اب سوال یہ ہے کہ یہ حالتِ ایمان و معرفت و یقین کیسے اور کس چیز سے پیدا ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں اس الٰہی غیبی انذار و تبشیر کے ذریعہ سے جو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ سے تازہ طور پر بھیجتا ہے اور جو انسانی علم سے بالا ہے۔ فرماتا ہے لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہ کہ خدا کے سوا کوئی علمِ غیب سے واقف نہیں اور رسولوں کے متعلق فرماتا ہے وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ کہ ہم انذار و تبشیر اپنے مرسلوں کو دے کر بھیجا کرتے ہیں۔ پس علمِ غیب خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے اور وہ اسے اپنے نبیوں و رسولوں پر اسی غرض سے ظاہر فرماتا ہے کہ ان کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق محکم یقین پیدا ہو اور ان کے دلوں میں اس کی محبت و خشیت غالب آ جائے اور ان کے اندر اصلاح کن انقلاب پیدا کرنے کا موجب بنے۔

حقیقت یہی ہے کہ دنیا کی اصلاح کا واحد ذریعہ نبی کا لایا ہوا تازہ بتازہ انذار و تبشیر ہی ہے۔ انذار سے خشیت و خوفِ الٰہی اور تبشیر سے محبتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے جس سے دلوں کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ انسان خشیت و خوف سے بُرے کاموں سے بچتا ہے اور محبت کے ذریعہ سے اچھے کاموں کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے کیونکہ بُرے کاموں کا نتیجہ بُرا اور اچھے کاموں کا نتیجہ اچھا پیدا ہوتا ہے۔ بُرے کاموں کے نتیجہ میں خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اور اچھے کاموں کے نتیجہ میں اس کی دائمی رضا و خوشنودی حاصل ہو کر دائمی راحت و سکون و اطمینانِ قلبی حاصل ہوتا ہے۔ جب کسی کو یہ معلوم ہو کہ ایک بل میں زہریلا سانپ پھن پھیلائے جھانک رہا ہے تو وہ اس بل میں ہاتھ ڈالنے سے ڈرتا ہے کیونکہ اسے یقین کامل ہوتا ہے کہ ہاتھ ڈالنے سے اس کی ہلاکت یقینی ہے اس لئے وہ اس سے بچتا ہے۔ ایسا ہی اگر اسے معلوم ہو کہ فلاں کام کرنے کی وجہ سے اسے بہت سا انعام ملے گا اور اس کا مستقبل قابلِ اطمینان و خوش کن ہوگا اور اس کی ترقی و خوشحالی کا باعث بنے گا۔ تو وہ اس کام کو دلی شوق و رغبت سے سرانجام دے گا۔ اسی طرح اگر دنیا کو معلوم ہو جائے اور یقین کامل حاصل ہو جائے کہ ایک زندہ قادر کامل التصرف خدا موجود ہے اور وہ انسان کے اچھے اور بُرے اعمال کی جزا سزا دیتا ہے اور دے گا اور وہ اس کی طرف سے حسنِ سلوک کی بشارتیں و مبشرات کی خبریں پا کر ان کو اپنی آنکھ سے اسی دنیا میں پورا ہوتے اس طرح دیکھ لے کہ اسے یقین کامل ہو جائے کہ مرنے کے بعد بھی اس کے ساتھ ایسا ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سلوک ہوگا تو وہ یقیناً اسی دنیا میں اپنی اصلاح کر کے اچھے کاموں کی طرف راغب ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے اپنا رابطہ درست کرے گا اور ہر قسم کی سرکشی و تمرد سے باز آ جائے گا اعتدال اور استقامت کی راہ پر قدم مارنے میں اپنی خیر سمجھے گا۔

دنیا میں اصلاحی انقلاب لانے کا یہی ایک کارآمد آزمودہ نسخہ ہے۔ یہی نسخہ اب بھی کام آ سکتا ہے۔ اور آوے گا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے تازہ آنے والا انذار و تبشیر نبیٔ وقت کے ذریعہ سے ظاہر ہو کر اپنا اثر غیر معمولی رنگ میں ظاہر کرتا ہے اور کرتا چلا جائے گا۔ اور عالمگیر اصلاح حال کا موجب ہوگا۔ اور ساری دنیا ایک نئے رنگ میں آ جائے گی۔ نہ پرانا آسمان ہوگا نہ پرانی زمین۔ نیا آسمان ہوگا اور نئی ہی زمین ہوگی۔

تاریخ گواہ ہے کہ دنیا کی اصلاح کبھی خالی مادی تدابیر سے نہیں ہوئی دنیا کی اصلاح تبھی ہو سکتی ہے جبکہ کوئی ایسی قوم پیدا ہو جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہو اور وہ دوسروں کو خدا تعالیٰ کی طرف کھینچے اور جو لوگ خدا تعالیٰ سے دور ہیں ان کے دلوں میں خدا کی ہستی اور ملاقات کا یقین پیدا کرے۔ اور پاک زندگی سے لوگوں کو روشناس کرائے۔ ایسی قوم نبی کے تازہ بتازہ پورا ہونے والے الہام یعنی انذار و تبشیر کے بغیر پیدا نہیں ہوا کرتی۔ سب مذاہب کی تاریخ اس پر شاہد و ناطق ہے۔ نبی آتا ہے اور وہ اپنے تازہ بتازہ انذار و تبشیر و نشانات و معجزات و خوارق و تائیدات ارضیہ و سماویہ کے ذریعہ سے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا یقین محبت اور خشیت پیدا کرتا ہے۔ وہ مشاہدات و تجربات و عملیات و تصدیقات کے ذریعہ سے دلوں میں انقلاب لاتا ہے اور ایسے لوگ پیدا کر دیتا ہے کہ وہ بھی خدا کی تائیدات سے حصہ پاتے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ پاکیزہ زندگی اور تازہ بتازہ نشانات جو نبی ان کو دوسری قوموں پر ممتاز کرنے کے لئے دیتا ہے۔ یہ چیزیں فی زمانہ صرف جماعت احمدیہ ہی کو حاصل ہیں۔ جو ان کو دیگر مسلمانوں ہندوؤں، عیسائیوں اور دیگر اقوام پر فوقیت و امتیاز بخشتی ہیں۔ یہی اسلامی امتیاز ہے، جس میں جذب و کشش ہوتی ہے اور جو دنیا کی اصلاح کر سکتا ہے۔ اس امتیاز کو مسلمانوں نے یکسر بھلا دیا ہے۔ اسلام میں ہمیشہ کے لئے خدا کا کلام جاری ہے۔ اسلام و رسولِ کریم صلعم و قرآنِ کریم کا یہی فیضان ہے کہ جس کے ذریعہ سے انسان کا تعلق خدا سے ہو سکتا ہے۔ وہ اس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کو دل کی روحانی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ اس کا شیریں و لذیذ کلام وہ سن سکتا ہے اور تازہ بتازہ نشانات اور خوارق اس کے لئے ظاہر ہو سکتے ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جو آنحضرت صلعم کی غلامی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو کامل طور پر ملی ہے، اور یہی وہ چیز ہے جو آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ جس کے ذریعہ سے حضرت

مرزا صاحب علیہ السلام نے اسلام کو دیگر تمام مذاہب تحریکوں اور تہذیبوں سے ممتاز دکھا دیا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو آپؑ نے دنیا میں اسلام کی طرف سے انقلاب پیدا کرنے کے لئے پیش فرمائی ہے اور یہ گویا نور اور روشنی دینے والا سورج پیش فرمایا ہے۔ مسلمان دیگر اقوام کی طرح اس سے غافل و لاپرواہ ہیں اور ادھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ آپؑ نے آکر یہی انقلاب انگیز علاج و پیغام اسلام دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ اسی کے ذریعہ سب قوموں کی اصلاح ہوگی اور دنیا ایک صالح معاشرہ بن جائے گی۔ یہ ایک زبردست روحانی علاج ہے جس کا پیغام اسلام کی طرف سے آپؑ نے آ کر دیا اور تازہ بتازہ نشانات اور مشاہدات و تجربات کے ذریعہ سے دنیا کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا محکم یقین اور اس کی محبت و خشیت پیدا کی ہے۔ مسلمان اس سے کوسوں دور ہیں۔ آپؑ نے ان کو بھی اس روحانی علاج و پیغام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مگر وہ نئے نبی کی آمد سے منکر ہیں حالانکہ جب تک خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اس کی وہ محبت و خشیت پیدا نہیں ہو سکتی جو اصلاح کا باعث ہوتی ہے اور یہ چیز نبی کے تازہ بتازہ نشانات کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پرانے نشانات کو خود نہ دیکھنے کی وجہ سے لوگ قصوں کا رنگ دے لیتے ہیں اور ان سے کما حقہٗ متاثر نہیں ہوتے اور نہ اپنے اندر انقلاب پیدا کرتے ہیں اس لئے نامہ بارش کی طرح تازہ بتازہ نشانات کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ سو وہ خدا تعالیٰ کے نبی نے عین ضرورت کے وقت آکر پیش فرمائے ہیں اور ان کے نتیجہ میں انقلاب کی رَو چل پڑی ہے جو دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ جوں جوں ان نشانات و معجزات کے ذریعہ سے خدا کی ہستی پر یقین پھیلے گا اس کی محبت و خشیت بھی پھیلے گی اور انذار و تبشیر اپنا اثر دکھلائے گا۔ دلوں میں انقلاب آتا چلا جائے گا تا آنکہ ساری دنیا ایک حقیقی اصلاحی معاشرہ بن جائے گا۔ لوگ خدا اور اس کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے لگیں گے۔ معتدل سنجیدہ انسانی زندگی پیدا ہوگی۔ انسان کا دوسرے انسانوں سے معاملہ بہتر ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ سے بھی اس کا تعلق مضبوط ہوگا۔ اور دنیاداری، استحصال، و مادہ پرستی اور ظلم، جبر، فساد و تمرد ختم ہو جائے گا۔ حیوان انسان بنے گا۔ اور انسان با اخلاق انسان ہوگا۔ اور با اخلاق انسان سے وہ باخدا بن جائے گا۔ اور باخدا انسان سے وہ خدا نما ہو جائے گا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ نئی زمین ہوگی اور نیا ہی آسمان ہوگا جس میں سب اقوام عالم جنتی زندگی بسر کریں گی، اور سب یک جان ہوں گی۔ دُوئی مٹ جائے گی۔ اسی کا نام ہے، دوسرے لفظوں میں اسلام کی فتح و غلبہ۔ اس انقلاب کے پیدا کرنے کا عالمگیر کام خدا تعالیٰ نے صرف اور صرف اپنے مامور اور اس کی جماعت کے ذریعہ سے لینے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ یہ کام کسی اور کے بس کا نہیں۔ اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ کا یہ پیغام پھیل رہا ہے اس لئے مسلمان کہلانے والوں کو چاہیئے کہ وہ اسے توجہ سے سنیں اور اس پر غور کریں اور اسے سمجھنے کی کوشش کریں۔ اپنی جانوں پر رحم کریں اور اسے جلد قبول کر کے دوسروں تک پہنچائیں تا اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے ان پر اور باقی دنیا پر جلد سے جلد کھلیں اور یہ دنیا روحانی زندگی کا جامہ پہن سکے۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم حضورؑ کے تازہ بتازہ انذار و تبشیر کے نمونے جو دنیا کے سامنے آپؑ نے پیش فرمائے ہیں اس جگہ بطور یاد دہانی پھر ذکر کریں تا وہ لوگوں کی نظر کے سامنے رہیں اور پھر جب وہ ان کو پورا ہوتے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو ان سے فائدہ اٹھا سکیں اس انذار و تبشیر کی تفصیلات حضورؑ کی کتب میں متفرق طور پر موجود ہیں۔ جو آپؑ نے ساتھ کے ساتھ شائع فرمائی ہیں۔ مگر بعض کتب میں اجتماعی طور پر بھی بعض حصص شائع فرمائے ہیں مثلاً ان میں سے تریاق القلوب، سراج منیر، نزول المسیح، براہین احمدیہ پنجم اور حقیقۃ الوحی وغیرہ کتب ہیں۔ اور جماعت نے ان الہامات و نشانات و پیشگوئیوں و خوارق و تائیدات کو بعد میں اجتماعی صورت میں "تذکرہ" کے نام سے بھی شائع فرمایا ہے جس کا تیسرا ایڈیشن پاکستان میں ملتا ہے۔ پیشگوئیوں اور انذار و تبشیر کے بعض نمونے اخبار بدر قادیان کے ۲۲ر فروری کے پرچہ میں گزر چکے ہیں۔ اب کچھ اور نمونے پیش ہیں۔

جنگِ یاجوج ماجوج کے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا اعلان

حضرت اقدس نے ۱۸۹۱ء میں اعلان فرمایا کہ:-

"یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی۔ یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی جیسا کہ سورۃ کہف میں فرماتا ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ۔ یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا چاہے گا فتح دے گا چونکہ دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں اس لئے ہر ایک سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا وہ آرام ہم کبھی کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے۔ ہرگز نہیں پا سکتے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۰۹-۵۱۰ ۱۸۹۱ء)

عالمگیر اور شدید خدائی انذار کے بعض مزید تازہ بتازہ نمونے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اعلان فرمایا:

"خدا نے فرمایا زلزلۃ الساعۃ یعنی وہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا اور پھر فرمایا لک نُرِی اٰیاتٍ ونَھدِم ما یعمرون۔ یعنی تیرے لئے ہم نشان دکھلائیں گے اور جو عمارتیں بناتے جائیں گے ان کو ہم گراتے جائیں گے اور پھر فرمایا پھر بہار آئی اللہ کی بات پھر پوری ہوئی ۔۔ آیا اعد شدت سے آیا زمین تہ و بالا کردی۔ یعنی ایک سخت زلزلہ آئے گا اور زمین کو یعنی زمین کے بعض حصوں کو زیر و زبر کر دے گا جیسا کہ لوطؑ کے زمانہ میں ہوا۔"

(الوصیت صفحہ ۱۶ ۱۹۰۵ء)

بے نظیر تباہی قیامت کی خبر و پیشگوئی

فرمایا:-

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔

کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید تم ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔

اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی ..... اور مردہ ہے نہ زندہ۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷ مطبوعہ ۱۹۰۷ء) (باقی)

علاقہ تامل ناڈو میں کامیاب تبلیغ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ مدراس

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی ہدایت کے مطابق خاکسار مورخہ ۹ فروری ۱۹۷۳ء کو جنوبی تامل ناڈو کے دورے کے لئے روانہ ہوا۔ خاکسار کے ہمراہ مکرم محی الدین علی صاحب صدر جماعت احمدیہ مدراس بھی تھے۔ دوسرے دن صبح ۱۱ بجے ترونلویلی پہنچے۔ ہمیں لینے کے لئے احمدی احباب کے علاوہ زیر تبلیغ غیر احمدی دوست بھی سٹیشن آئے ہوئے تھے

جلسۂ عام

ترونلویلی سے پانچ میل دوری پر واقع میلا پالیم کی جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام ہر ماہ تبلیغی جلسوں کا انعقاد ہوتا تھا۔ اس میں کثیر تعداد میں غیر از جماعت احباب بھی شریک ہوتے تھے۔ یہ جلسے دار التبلیغ کے وسیع ہال میں ہوتے تھے۔ لاؤڈ سپیکر کا انتظام بھی ہوتا تھا۔ آج کے جلسہ کے لئے جب شہر میں تشہیر کی گئی تو مخالفوں نے یہ ڈینگ ماری کہ یہ لوگ اپنے دار التبلیغ کے اندر ہی جلسے کرتے ہیں باہر آکر جلسۂ عام کرنے کی نہ انہیں ہمت ہے اور نہ ہم انہیں باہر جلسہ کرنے دیں گے۔ یہ بات ہمارے زیر تبلیغ دوستوں کو بہت ناگوار گزری۔ انہوں نے مشن ہاؤس میں آکر زور دیا کہ یہ جلسہ باہر ہی کیا جانا چاہیئے۔ چنانچہ انہی کی خواہش کے مطابق مشن ہاؤس کے باہر گراؤنڈ میں جلسہ کیا گیا۔ اور بفضلہ تعالیٰ بہت شاندار رنگ میں کامیاب جلسہ ہوا۔

مکرم محی الدین علی صاحب کی زیر صدارت رات کے نو بجے خاکسار کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ جلسہ کا آغاز ہوا۔ مکرم حسن ابو بکر صاحب بی ایس سی بی ٹی سیکرٹری تبلیغ کی تعارفی تقریر اور مکرم ایم ایس محمد صالح صاحب نائب صدر کے رپورٹ سنانے کے بعد صدر جلسہ نے جماعت احمدیہ کے تعارف اور احمدیہ مسائل کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی اس کے بعد مکرم ٹی احمد صاحب صدر جماعت ساتان کلم نے صداقت احمدیت پر اور مکرم پروفیسر مبارک احمد صاحب ایم ایس سی نے بیرونی ممالک کے دورہ کے دوران انہوں نے ان ممالک میں مسلمانوں کی پُر ضلالت حالت کا جو ملاحظہ کیا اس کا ذکر کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی ضرورت پر مختصر تقریر کی۔

آخر میں خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے عنوان پر تامل زبان میں سوا گھنٹہ تک تقریر کی۔ خاکسار کی یہ ساری تقریر ایک غیر احمدی دوست نے ٹیپ ریکارڈ کی تاکہ وہ اپنے حلقۂ احباب میں سنا سکیں۔ جنرل سیکرٹری کے شکریہ کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ سینکڑوں افراد نے دور و نزدیک سے جلسہ کی کارروائی کو سنا۔

دوسرے دن بھی دار التبلیغ میں توحید کے موضوع پر مکرم مولوی محمد علوی صاحب تامل مبلغ کوٹار نے ایک مبسوط تقریر کی۔ کثیر تعداد میں غیر احمدی دوست بھی شریک ہوئے۔ تقریر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا

پالیم کوٹہ سنٹرل جیل میں تبلیغ۔ دو بیعتیں

۱۱ فروری کو خاکسار مع پانچ افراد کے پالیم کوٹہ جیل میں گیا جہاں کے مسلم قیدیوں کے ساتھ خاکسار کا گزشتہ پانچ ماہ سے رابطہ ہے جماعت احمدیہ میلا پالیم کے زیر اہتمام ہر ماہ کی دوسری اتوار کو تبلیغی پروگرام ہوتا تھا۔ چنانچہ ہمارے وفد کے پہنچتے ہی عہدیداران جیل کی طرف سے ہمارا استقبال کیا گیا۔ اس کے بعد وہاں کے آڈیٹوریم میں تمام مسلم قیدیوں کو جمع کیا گیا سب سے پہلے خاکسار نے مختلف آیات و احادیث کی روشنی میں مقام توبہ کے موضوع پر تقریر کی جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے اغراض و مقاصد بیان کئے گئے۔ بعدہٗ مکرم محی الدین علی صاحب صدر جماعت مدراس اور مکرم مولوی محمد علوی صاحب نے بھی مخاطب فرمایا۔ ہماری آمد اور تقریروں سے تمام قیدی بہت خوش ہوئے۔ ایک گھنٹہ تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ قیدیوں کو مطالعہ کے لئے لٹریچرز بھی دئے گئے۔ ہمارا لٹریچر اور ماہنامہ رسالہ "راہ امن" مسلمانوں کے علاوہ سینکڑوں غیر مسلم قیدیوں کے بھی زیر مطالعہ ہے

عیسائی حلقوں میں بے چینی

سنٹرل جیل میں ہماری تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے عیسائی حلقوں میں بڑی بے چینی پیدا ہوئی ہے کیونکہ عرصۂ دراز سے اس جیل میں Prayer کے نام سے ان لوگوں کی سرگرمیاں جاری تھیں لہذا ہماری تبلیغی کوششیں ان کے لئے ناگوار تھیں جب بھی ہماری طرف سے ایسی کوئی مجلس منعقد ہوتی ہے عیسائی حلقوں میں اس کی رپورٹ پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ ایک زیر تبلیغ نوناای ڈاکٹر جو سلسلہ کی کتابوں سے تبلیغ کرتے رہتے ہیں بتایا کہ ایک عیسائی نوجوان نے جماعت احمدیہ کی طرف سے سنٹرل جیل میں تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر شکایت کے رنگ میں کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کو جماعت احمدیہ کا مسلک بتایا اور حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کی کتاب Where did Jesus die کا تامل ترجمہ دکھایا۔ بائیبل میں بیان شدہ ناقابل تردید دلائل کے ذریعہ جب ان کے سامنے یہ ثابت کیا گیا کہ حضرت یسوع مسیح صلیب پر سے زندہ اتارے گئے تھے۔ اور ان کا تین دن کے بعد جی اٹھنا اور آسمان پر بجسم عنصری چلے جانا وغیرہ من گھڑت ہے تو وہ عیسائی نوجوان پریشان ہوگیا۔ اور گھبراہٹ میں یہ کہہ کر چلا گیا کہ اس بارہ میں مزید کچھ سننے کی میرے اندر طاقت نہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مبعوث ہوکر واقعی صلیب کو توڑ دیا ہے

ساتان کلم

۱۱ فروری کی شام کو ہم یہاں پہنچے۔ مغرب و عشا کی نماز کے بعد جماعت کی ایک تربیتی میٹنگ ہوئی جس میں خاکسار نے ایک گھنٹہ اور مکرم صدر صاحب جماعت مدراس نے نصف گھنٹہ تقریر کی مستورات بھی برعایت پردہ شریک ہوئیں

کوٹار میں تبلیغ

دوسرے دن ہم دونوں کوٹار پہنچے۔ یہاں چند زیر تبلیغ افراد سے ملاقات کی ان میں مکرم این قادر علی صاحب جو ایک مقامی سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں اور یہاں کی اسلامک کلچر سوسائٹی کے کرتا دھرتا ہیں۔ احمدیت سے بہت متاثر ہیں۔ خاص کر حضرت مصلح موعودؓ کی انگریزی تفسیر کبیر کے بہت مداح ہیں اور ہر مجلس میں اس تفسیر کے متعلق رطب اللسان ہیں۔ ان کے گھر میں دو گھنٹہ تک دلچسپ مجلس رہی

رات کو دس بجے مکرم شیخ علی صاحب احمدی کے مکان کے صحن میں ایک تبلیغی مجلس بلائی گئی جس میں یہاں کے بعض سرکردہ احباب نے شرکت کی۔ یہ ایک قسم کا علمی مذاکرہ تھا۔ اس مجلس کو خاکسار اور مکرم مولوی محمد علوی صاحب اور مکرم محی الدین علی صاحب نے مخاطب کیا۔ نیز اس اجلاس کو کوٹار کے ایک عالم مکرم مولوی محمد عبد الرحیم صاحب اور کاملی پٹنم کے ایک مشہور عالم مکرم مولوی محمد یحییٰ نحوی صاحب نے بھی مخاطب کیا۔ ہم تینوں نے اپنی تقریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

کالم کوڈی ایروپ

ساتان کلم سے ۱۲ میل دور اس قصبہ میں ۱۹۳۵ء میں ہی احمدیت کا پیغام حضرت مولانا عبد اللہ صاحب فاضل مرحوم کے ذریعہ پہنچا تھا ۱۹۶۰ء میں چند احباب کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ قصبہ والوں نے سب کا مقاطعہ کر دیا اور ان کا جینا دوبھر کر دیا۔ ان میں سے ایک مخلص احمدی مکرم محمد حنیف صاحب جو آجکل سکندرآباد میں ہیں ان کے بیٹے کی وفات پر غیر احمدیوں نے اپنا قبرستان روک دیا۔ اور تین روز کے بعد پولیس کی مداخلت سے تدفین کا انتظام ہو سکا۔ اس وقت احمدیوں نے صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ بعد میں یہ لوگ مدراس اور سکندرآباد جاکر آباد ہوگئے۔ اب بفضلہ تعالیٰ "راہ امن" کے ذریعہ احمدیت کی تبلیغ اس علاقہ میں پہنچ رہی ہے اور بعض افراد بہت دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس دورے سے فائدہ اٹھا کر ہم دونوں مع مکرم پروفیسر مبارک احمد صاحب یہاں پہنچے۔ چند چیدہ افراد سے ملاقات کرکے تبلیغ کی۔ ان میں سے ایک مسلم نوجوان سے ملاقات کر کے تبلیغ کی جس نے حال ہی میں عیسائیت قبول کرکے اپنا نام سٹیفن رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ماحول کو احمدیت کے لئے سازگار بنائے۔

جماعتہائے مالابار کا دورہ

جماعتہائے تامل ناڈو کا دورہ کرنے کے بعد مکرم محی الدین علی صاحب کے ہمراہ مسجد احمدیہ مدراس کے لئے چندہ کی فراہمی کی غرض سے مالابار کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ ۱۵ فروری کو کرناگاپلی پہنچے اگلے دن جمعہ میں خاکسار نے سورہ الکوثر کی تشریح کرتے ہوئے خطبہ پڑھا۔ رات کو روانہ ہوکر دوسرے روز صبح کالیکٹ پہنچے۔ یہاں جماعت نے تبلیغی جلسہ کا اہتمام کیا تھا۔ شہر میں اشتہارات بھی تقسیم کئے گئے تھے۔ یہ جلسہ ۱۶ فروری بروز جمعہ سے ۱۷ تک جاری رہا۔ ۱۷ کے جلسہ میں مکرم محی الدین علی صاحب نے تامل میں اور خاکسار اور مکرم مولوی محمد یوسف صاحب نے مالایالم میں صداقت مسیح موعود علیہ السلام اور توحید کے عنوان پر تقاریر کیں۔ مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب نے صدارتی تقریر کی۔

۱۸ فروری کو ہم کنانور پہنچے مسجد احمدیہ کی بیرونی گراؤنڈ میں جلسہ عام کا اہتمام تھا۔ مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کی زیر صدارت خاکسار کی تلاوت سے آغاز ہوا۔ مکرم محی الدین علی صاحب نے پون گھنٹہ اور خاکسار نے ۱½ گھنٹہ تقریر کی۔ صدارتی تقریر کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔

۱۹ فروری کو بعد نماز مغرب و عشا مسجد احمدیہ پینگاڈی میں یوم مصلح موعودؓ پر زیر صدارت مکرم ایم ابراہیم صاحب صدر جماعت جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم محی الدین علی صاحب مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ خاکسار نے ایک خطبہ نکاح بھی پڑھا

۲۰ فروری کو موگرال میں بعد نماز مغرب و عشاء ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا مکرم صدیق امیر علی صاحب کی صدارت میں خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم محی الدین علی صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں

۲۱ فروری کو بعد عشا یوم مصلح موعودؓ زیر صدارت مکرم محی الدین علی صاحب منعقد ہوا۔ عزیزم مولوی انتہٰی صاحب اور خاکسار نے تقریریں کیں۔ ۲۳ فروری کو ہم لوگ واپس مدراس پہنچا۔ اللہ تعالیٰ دورہ کے نتائج پیدا فرمائے

بہار اور یوپی کی بعض جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

موسیٰ بنی مائینز

احمدیہ کانفرنس رانچی کے اختتام پر مبلغین سلسلہ کا وفد ۲۵ شہادت (اپریل) کو صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی زیر قیادت موسیٰ بنی مائینز پہنچ گیا۔ بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ کے ملحقہ میدان میں سیرت پیشوایان مذاہب کے موضوع پر جلسہ منعقد ہوا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اور دوسرے مبلغین کے علاوہ بعض غیر مسلم مقررین نے بھی تقریریں کیں۔ پروگرام کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ بہت کامیاب رہا۔ مقامی جماعت نے ہر طرح سے جلسہ گاہ کو مزین اور پرکشش بنایا۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی بہت اچھا انتظام تھا۔ احمدی احباب کے علاوہ سینکڑوں غیر احمدی دوست بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کامیاب اور بارونق رہا۔ ۲۶ کو حضرت صاحبزادہ صاحب عازم قادیان ہوئے۔ موسیٰ بنی میں لٹریچر تقسیم کیا گیا اور صدر جلسہ کو جو ایک سکھ دوست تھے قرآن کریم اور دوسرے لٹریچر کا تحفہ پیش کیا گیا۔

جمشید پور

محترم مولوی محمد عمر صاحب فاضل کا پروگرام موسیٰ بنی مائینز سے واپس مدراس لوٹنے کا تھا۔ محترم امینی اور خاکسار ۲۷ کو جمشید پور پہنچ گئے۔ محترم سید حمید الدین صاحب صدر جماعت کے ہاں قیام رہا اور نماز جمعہ پڑھی خطبہ جمعہ میں محترم مولانا امینی صاحب نے اتفاق و اتحاد کے موضوع پر اسلامی تعلیمات پُراثر انداز میں بیان فرمائیں۔ احباب جماعت سے ملاقات ہوئی۔ آئندہ سال جمشید پور میں احمدیہ کانفرنس منعقد کرنے کے متعلق تبادلہ خیالات ہوا۔ بعض غیر احمدی احباب کو انفرادی تبلیغ کی گئی۔

مظفر پور

۲۸ اپریل کو دوپہر کو وفد مکرم ڈاکٹر منظور احمد صاحب کے پاس مظفر پور پہنچ گیا ۲۹ کو جلسہ پیشوایان مذاہب منایا گیا جو [illegible] کی صدارت کے فرائض محترم مولانا امینی صاحب نے انجام دیئے۔ احمدی مقررین کے علاوہ سندو، سکھ عیسائی مقررین نے بھی تقریریں کیں یہ پروگرام خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ جلسہ میں ہر مذہب و ملت کے شرفاء نے شرکت کی۔ حاضرین میں جماعت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا اور چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

مونگھیر

یکم ہجرت (مئی) کو ہمارا وفد مونگھیر پہنچ گیا محترم عبد السلام صاحب صدر جماعت احمدیہ کے مکان پر قیام رہا۔ انفرادی تبلیغی و تربیتی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا جماعت کے آئندہ پروگرام کے لئے مفید بات چیت ہوئی۔ اور تبلیغی و تربیتی پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے غور کرکے مشورے دیئے گئے۔

بھاگلپور

۲ مئی کو وفد بھاگلپور پہنچ گیا۔ مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب صدر جماعت احمدیہ کے زیر انتظام شاہی منزل میں قیام ہوا۔ اس بلڈنگ کے کشادہ صحن میں بعد نماز مغرب و عشاء زیر صدارت محترم ڈاکٹر صاحب موصوف اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم محمد عبد الباقی صاحب ایم اے ایڈووکیٹ صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ محترم مولانا امینی صاحب اور خاکسار نے جماعت احمدیہ کے عقائد و تعلیمات کے موضوع پر تقریریں کیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ بہت کامیاب رہا۔ محترم مولوی امینی صاحب کی تقریر کو بہت زیادہ پسند کیا گیا۔ غیر احمدی احباب بھی کافی تعداد میں شریک ہوئے۔ بہت سے لوگ جلسہ گاہ کے باہر کھڑے ہو کر یا ارد گرد اپنے گھروں میں تقاریر سنتے رہے۔ بعض غیر مسلم دوست بھی جلسہ میں شریک ہوئے لاؤڈ سپیکر کا اچھا انتظام تھا۔

جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں عزیز آفتاب عالم اور دوسرے خدام نے بذریعہ لاؤڈ سپیکر بازاروں میں منادی کرنے میں تعاون کیا۔ جلسہ گاہ میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اس طرح انفرادی اور اجتماعی تبلیغ کا کام بفضلہ تعالیٰ بہت کامیاب رہا۔

برہ پورہ

۳ مئی کو بعد نماز مغرب و عشاء محترم سید محمد عبد الباقی صاحب صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ کے مکان پر محترم مولانا امینی صاحب کی زیر صدارت اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار اور مولانا امینی صاحب کی تقاریر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ بہت کامیاب رہا۔ جلسہ گاہ میں حاضری اگرچہ غیر احمدی بھائیوں کی کم تھی لیکن لاؤڈ سپیکر کے ذریعے آواز دور تک پہنچتی رہی۔ یہ پوری بستی پڑھے لکھے مسلمانوں کی ہے محترم مولانا امینی صاحب کی تقاریر بہت پسند کی گئیں۔

برہ پورہ کے پرانے احمدیوں کے علاوہ یہاں ایک درجن کے قریب نئے بیعتیں بھی ہوئی ہیں۔ جن میں اکثر تعلیم یافتہ نوجوان ہیں۔ یہاں جماعت کی ترقی کے واضح امکانات موجود ہیں۔ بالخصوص صدر صاحب جماعت اور دوسرے نئے احمدی پُرجوش اور مستعد احمدی ثابت ہو رہے ہیں۔ مخالفت بھی کافی ہو رہی ہے۔ احمدیہ مسجد پر مخالفین نے پتھراؤ کیا۔ گوبر بھی پھینکا۔ پتھراؤ کے گڑھے نشانات ابھی دیواروں پر موجود ہیں۔ اور یہ بھی صداقت احمدیت کا ایک ثبوت ہے کیونکہ الٰہی جماعتوں کے خلاف یہ حربہ ہمیشہ سے استعمال ہوتا چلا آیا ہے۔ اب مخالفین نے نئے احمدی احباب کو مقدمات میں الجھانے کی کوشش کی ہے۔ بزرگان سلسلہ اور احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے احباب کو مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے اور ان مخالفین کو توفیق دے کہ وہ حق کو پہچان سکیں۔

۴ مئی کو تبلیغی وفد کانپور پہنچ گیا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس دورہ کو کامیابی بخشے اور جماعتوں کو اشاعت اسلام کے لئے قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اداریہ

بقیہ صفحہ ۲

جب پاکستان کے ادنیٰ چپڑاسی سے لے کر وزیر اعظم تک جماعت احمدیہ کو اس تختۂ زمین سے نابود کر دینے پر تلے ہوئے تھے اور جماعت کے محفوظ رہ جانے کے تمام ظاہری سامان ختم ہو چکے تھے اور درحقیقت وہ ایام جماعت کے لئے شدید ترین ابتلاء اور پریشانی کے تھے۔ اس وقت ہمارے محبوب امام سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا "میرا خدا میری طرف دوڑا آرہا ہے" یہ آٹھ الفاظ ایسے جلو میں سکینت و طمانیت کا ایسا سامان رکھتے تھے کہ جماعت کی ساری پریشانیاں یکدم کافور ہو گئیں یہ الفاظ چونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے منبع سے نکلے تھے اور ایک زبردست پیشگوئی کا رنگ رکھتے تھے اور خدا کے علم سے اس کے ایک مقبول بندے کے منہ سے نکلے تھے اس لئے فی الواقع ہمارا رحیم و کریم خدا دوڑا ہوا آیا اور اس نے اپنی جماعت کو گود میں لے لیا۔

اب پھر کچھ ملانوں نے اپنا کند ہتھیار آزمانے کی ٹھانی ہے اور اب پھر ہمارے موجودہ امام ہمام نے بڑے ہی پُرشوکت الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا یقین دلایا ہے۔ دیکھئے تو نصرت الٰہی کا وہ مورد خاص کیا فرما رہا ہے:۔

"میں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت میں سرشار ہیں اور دن رات غلبۂ اسلام کی مہم میں مصروف ہیں (یعنی جماعت احمدیہ) ان کا ایمان دوسروں کے خوشنودی کا رہین منت نہیں۔ ہم نے خدا کے فضل سے پہلے بھی ایسے خلفا کے زندہ نشانوں کا مشاہدہ کیا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی کرتے رہیں گے ..... پہلے کی طرح اب بھی اور آئندہ بھی ہمیشہ خدا ہماری مدد کرے گا۔ اس کا وعدہ ہے کہ اس جماعت کے ذریعہ دنیا پر اسلام غالب آئیگا۔ یہ وعدہ بہرحال پورا ہو کر رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ"

پس حقیقت یہی ہے کہ امام اور خلیفہ ایک زبردست ڈھال ہوتا ہے جس کے پیچھے کھڑے ہو کر جماعت ہر قسم کی آفات کا مقابلہ کرتی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہم اپنے اس پیارے امام کی قیادت میں ان تمام ابتلاؤں سے صحیح و سالم گزر جائیں گے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کا مقام بخشا ہے لہٰذا ہم سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں اپنے بھائیوں سے یہی عرض کرتے ہیں کہ

"یہ ذرد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو"

نیز یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے جسم و روح کے ساتھ آستانہ الٰہی پر جھک کر درد دل کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں اور اپنے اعمال صالحہ کے ذریعہ سے اس کے رحم کے مورد بنیں! (ف۔ا۔گ)

اعلان نکاح - ہر سہ دو بھائیوں عزیزان محمد رفیق احمد صاحب ڈار کا نکاح سیارہ بانو صاحبہ بنت مظفر احمد صاحب ٹھوکر ساکن کوڑیل کے ساتھ اور محمد نعیم احمد صاحب ڈار کا نکاح راشدہ بانو صاحبہ بنت عبد الغنی صاحب آسنور کے ساتھ اٹھارہ اٹھارہ سو روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی عبد الواحد صاحب ...

قادیان دارالامان میں جلسۂ یوم خلافت

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرسہ احمدیہ قادیان

بتاریخ ۲۷ ہجرت (مئی) ٹھیک آٹھ بجے صبح لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں جلسۂ یوم خلافت مسجد اقصےٰ میں منعقد ہوا۔

عزیز مکرم نور الاسلام صاحب متعلم جامعہ احمدیہ کی تلاوتِ قرآن مجید اور عزیز مکرم مولوی مظفر احمد صاحب فضل کی نظم خوانی کے بعد صدرِ محترم نے جلسہ کی مزید کارروائی کا آغاز فرمایا۔

"اسلامی نظامِ خلافت قرآن اور حدیث کی روشنی میں"

کے موضوع پر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر کے ابتداء میں بتایا کہ آج کا دن تاریخِ احمدیت میں نہایت اہمیت رکھنے والا دن ہے۔ آج کا دن ہی وہ مبارک دن ہے جبکہ خدائی وعدوں اور بشارت کے مطابق قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا تھا۔ اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے موصوف نے آیتِ استخلاف سے استدلال کرتے ہوئے اس امر کی وضاحت کی کہ مسلمانوں کو یہ بتایا گیا تھا کہ جب تک وہ ایمان اور اعمالِ صالحہ پر قائم رہیں گے خلافت کی برکات و فیوض سے مستفید ہوتے رہیں گے۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے خلافتِ نبوت، خلافتِ شخصی اور خلافتِ قومی کو تفصیل کے ساتھ واضح کیا۔ اور بتایا کہ جب مسلمانوں کی اخلاقی اور ایمانی حالت کمزور ہوگئی تو اُن سے خلافت کی نعمت چھین لی گئی۔ اور وہ اس کی برکات سے محروم کر دیئے گئے۔ مگر ایک طویل مدت کے بعد اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ از سرِ نو خلافت علیٰ منہاج النبوت کو قائم فرمایا۔ مقامِ خلافت کے سلسلہ میں اپنی عالمانہ تقریر میں فاضل مقرر نے بتایا کہ خلافت نہ تو ڈکٹیٹرشپ ہے اور نہ ہی جمہوریت بلکہ اس کے بین بین نظام کا نام خلافت ہے۔ اس ضمن میں اپنی تقریر کو متعدد آیاتِ قرآنیہ اور احادیث سے مزین کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کیا جس سے سامعین محظوظ ہوئے۔

جلسہ کی دوسری تقریر خاکسار نے

"سلسلہ احمدیہ میں خلافت تاریخی واقعات کی روشنی میں"

کے موضوع پر کی۔ خاکسار نے خلافت علیٰ منہاج النبوت والی حدیث پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے اسلام کے صدرِ اول میں خلافتِ راشدہ کے قیام پذیر ہونے اور پھر بعد میں مسلمانوں کے ضعفِ ایمان کے سبب ان سے اس نعمت کے چھن جانے کا ذکر کیا۔ اور آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات دربارہ قدرتِ ثانیہ کے ظہور کا ذکر کیا جن میں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قدرتِ ثانیہ کو دائمی اور غیر منقطع قرار دیا ہے۔

بعد ازاں مکرم منشی محمد حسین صاحب درویش نے خوش الحانی کے ساتھ ایک نظم پڑھ کر سنائی۔

جلسہ کی تیسری تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب آدم نے

"برکاتِ خلافت"

کے موضوع پر کی۔ مقرر موصوف نے قرآن مجید اور حدیث شریف کے متعدد حوالہ جات سے اپنی تقریر کو مزین کرتے ہوئے بتایا کہ ارشادِ نبوی کے مطابق وہی جماعت نجات یافتہ متصور ہو سکتی ہے جو کہ منظم ہو۔ اُس کا واجب الاطاعت امام ہو۔ اس کے پاس بیت المال ہو۔ اور دفترِ قضاء ہو۔ ان تمام کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ چیزیں بغیر خلافت کے ممکن نہیں۔ برکاتِ خلافت کے وسیع تر مضمون کو مختصر سے وقت میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

چوتھی تقریر عزیز محمود احمد نے

"خلافت علیٰ منہاجِ نبوت"

کے موضوع پر کی۔ عزیز موصوف نے باوجود کم عمر ہونے کے اپنے تحریر کردہ مضمون کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔

پھر پانچویں نمبر پر عزیز حافظ مظہر احمد طاہر نے "رسالہ الوصیۃ کا ایک ورق" کے موضوع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ فرمان پڑھ کر سنایا جس میں کہ حضور نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور اور اس کے دائمی اور غیر منقطع ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

بعد ازیں مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے

"منکرینِ خلافت کا انجام"

کے عنوان پر تقریر کی۔ مقرر موصوف نے اپنی تقریر کے ابتداء میں بتایا کہ نبی کی وفات کے بعد مومنین کی جماعت میں جو خوف اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ اُسے امن و سکون میں بدل دیتا ہے۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ منکرینِ خلافت اوّلاً تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد ہی سے منحرف ہو گئے اور پھر بعد میں دوسروں سے رابطہ قائم رکھنے کی خاطر وہ احکامات بھی نظر انداز کر دیئے جو جماعت کو دوسرے مسلمانوں سے ممتاز رکھنے والے تھے۔ مقرر موصوف نے تفصیلاً ان عقائد و احکامات کو بیان کرنے کے بعد منکرینِ خلافت کے بد انجام کا ذکر کرتے ہوئے اخبار سیاست اور زمیندار کے حوالہ جات پیش کئے۔ اور بتایا کہ اس سے بڑھ کر بد انجام اور کیا ہو سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی وفات کے وقت یہ وصیت کر گئے کہ میرے جنازہ کو مولوی صدر الدین صاحب ہاتھ تک نہ لگائیں مگر اُن کی وصیت کا یہ حشر ہوا کہ غیر مبائعین نے مولوی صدر الدین صاحب کو ہی اپنا امیر منتخب کیا۔

اس کے بعد عزیز حمید الدین نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

خطاب حضرت صاحبزادہ صاحب

آخر میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی نے اس بابرکت موقع پر حاضرینِ مجلس کو خطاب فرمایا۔ تقریر کے شروع میں آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اپنی وفات کے قریب ہونے کی اطلاع بار بار پائی تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ مولا جو کام میرے سپرد ہے وہ کام جماعت سے لینے کے لئے میرا جانشین قائم فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی۔ اور الوصیۃ میں آپؑ نے اس کا اظہار فرمایا۔ یوں تو قدرت کے بہت سے صفات و برکات ہیں مگر آپ نے مختصراً اس کی قدرت کا ذکر فرمایا۔ آپؑ نے اپنے آپ کو اس کی قدرتِ اولیٰ اور بعد میں آنے والے خلفاء کو قدرتِ ثانیہ قرار دیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی تقریر کو تین حصص میں تقسیم فرمایا۔

اوّل: اللہ تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

دوم: انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں جو بھی اطاعت و فرمانبرداری کو اس کی انتہا تک پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا خلیفہ بنا دیتا ہے۔

سوم: خلافت اللہ تعالیٰ نے قائم کی ہے اور خلیفہ کے بنائے ہوئے نظام پر عمل پیرا ہونے کی صلاحیت اس کی جماعت میں رکھی ہے۔

پہلے حصہ کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ احمدیت کی ابتداء سے ہی جو ظاہری اور باطنی تغیرات دنیا نے دیکھے ہیں وہ عقلِ انسانی کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ باوجود زمانہ کے تقاضوں کے بالکل مختلف ہونے کے جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ ایسے ایسے انقلابات ظاہر ہوئے ہیں جس سے کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت شاملِ حال ہو جائے تو باوجود کمزوری کے خدا تعالیٰ بڑے بڑے کام لے لیتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف واقعات اور مثالوں سے وضاحت کی کہ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور اس کی تائید و نصرت اس کے خاص بندوں کے ساتھ ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی اطاعت اور فرمانبرداری کے سلسلہ میں متعدد تاریخی واقعات کی روشنی میں فرمایا کہ جو بھی انبیاء علیہم السلام کی اطاعت و فرمانبرداری کو انتہا تک پہنچاتا ہے خدا تعالےٰ اس کو اس کا جانشین مقرر کر دیتا ہے۔ آپ نے خاص طور پر حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی اطاعت، فرمانبرداری، عاجزی و انکساری اور تواضع وغیرہ کے واقعات تفصیلاً بیان فرمائے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی تقریر کی آخری شق کے ضمن میں فرمایا کہ خلیفہ جو بھی سکیمیں جاری کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے پورا کرنے کی اس کی جماعت کو توفیق دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ خلیفہ بناتا ہے تو خلیفہ جو بھی تحریک اپنی جماعت کے سامنے پیش کرتا ہے اس کے پورا کرنے کی اس کی جماعت میں قوت بھی پیدا کر دیتا ہے۔

اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم کامل فرمانبردار ہوتے ہوئے اپنی زندگی گزارنے والے ہوں۔ اور اپنی اولاد کو بھی نیک اور صالح بنانے والے ہوں۔ آمین۔

اجلاس کے آخر میں صدرِ محترم نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ خلافت درحقیقت نبوت کا تتمہ ہوتی ہے۔ نبوت ایک بیج کی طرح ہوتی ہے جو کہ بویا جاتا ہے اور خلافت اس کی پرورش کرتی ہے۔ اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے صدرِ محترم نے خلافت سے استفادہ کے ذرائع کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے فرمودات سے حاضرینِ مجلس کو مستفید فرمایا۔

آخر میں دُعا کے ساتھ صدرِ محترم نے جلسہ کے اختتام پذیر ہونے کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ ٹھیک گیارہ بجے دن یہ بابرکت اجلاس ختم ہوا۔

پردہ کی رعایت سے مستورات بھی جلسہ میں کثرت کے ساتھ شامل ہو کر اس کی برکات و فیوض سے مستفیض ہوئیں۔

الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ!

اور احباب جماعت کا فرض

جماعت کی تعلیمی اور تبلیغی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا تھا۔ چنانچہ اس نہایت ہی مفید اور بابرکت درس گاہ کی افادیت احباب جماعت احمدیہ سے مخفی نہیں رہی ہے۔ کہ اس مقدس درس گاہ کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ اب بفضلہ تعالیٰ بڑے بڑے رؤسا و گورنر اور سلاطین اس درس گاہ کے تربیت یافتہ مبلغین کے ساتھ بڑے فخر کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ احباب جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہونہار بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کر کے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائیں۔

پہلی جماعت کا داخلہ یکم ستمبر ۱۹۷۳ء سے شروع ہوگا۔ لہٰذا خواہش مند احباب داخلہ فارم نظارت ہذا سے منگوا کر بہر حال یکم اگست ۱۹۷۳ء تک مکمل کر کے دفتر ہذا کو واپس بھجوا دیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور ضرور ذہن نشین کر لئے جائیں:۔

(۱) بچے کا میٹرک یا کم از کم مڈل پاس ہونا ضروری ہے۔
(۲) بچہ قرآن مجید ناظرہ اور اردو زبان روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:۔ حسب دستور سابق امسال بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مدرسہ احمدیہ کے لئے چار وظائف منظور کئے ہیں۔ جو طلباء کی ذہنی۔ اخلاقی اور اقتصادی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔

داخلہ حافظ کلاس

مدرسہ احمدیہ میں حافظ کلاس بھی باقاعدہ طور پر جاری ہے۔ اور اس کلاس میں بھی ذہین طلباء (جو قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہوں اور عمر بھی دس بارہ سال سے متجاوز نہ ہو۔) لئے جائیں گے۔ ہوشیار اور مستحق طلباء کو وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ اور اس کے لئے بھی یکم اگست ۱۹۷۳ء تک درخواستیں وصول کی جائیں گی۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

محترم حضرت میر داؤد احمد صاحب کے سانحۂ ارتحال پر تعزیتی خطوط

محترم حضرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم و مغفور کے سانحۂ ارتحال پر مزید کچھ احباب جماعت نے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی خدمت میں تعزیتی خطوط بھجوائے ہیں۔ ان کی فہرست درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے آمین۔ (ایڈیٹر)

۱۔ ڈاکٹر سید داؤد احمد صاحب مظفر پور — چٹھی
۲۔ شہزادہ پرویز صاحب کلکتہ — ״
۳۔ حکیم میر غلام محمد صاحب مع جماعت یاری پورہ — ״
۴۔ سید یعقوب الرحمٰن صاحب سونگھڑوی — ״
۵۔ پیر نصیر الدین صاحب انگلینڈ — ״
۶۔ سید بشیر الدین صاحب لندن — ״
۷۔ محمد رشید انصاری صاحب رُڑکی — ״
۸۔ مختار احمد صاحب ابن غلام حسین صاحب درویش — ״
۹۔ ام حسن صاحبہ مدراس — ״
۱۰۔ لجنہ اماء اللہ کلکتہ — ״
۱۱۔ محمد اسماعیل صاحب ٹیلر ماسٹر۔ گاگرن شوپیاں — ״
۱۲۔ میاں محمد حسین صاحب کلکتہ — ״
۱۳۔ حوالدار ابراہیم صاحب پٹھانہ تیر — ״
۱۴۔ نور الدین صاحب صدیقی میرٹھ — چٹھی
۱۵۔ قاضی محمد ظہیر الدین صاحب علی پور کھیڑہ — ״
۱۶۔ سید مبشر احمد صاحب اوڑیں — ״
۱۷۔ مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی ننگلہ گھنو — ״
۱۸۔ مہر النساء صاحبہ ڈبرو گڑھ آسام — ״
۱۹۔ وشوامتر صاحب بٹالہ — ״
۲۰۔ مولوی سید غلام مہدی صاحب ناصر بھدرک — ״
۲۱۔ جماعت احمدیہ ابراہیم پور — ״

درخواست دعا:۔ مکرم سید محمد صاحب پونچھی کو جیپ کار میں سے گر جانے کے باعث سر اور چہرہ پر شدید چوٹیں آئی ہیں۔ احباب ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (ایڈیٹر بدر)

بقایا داران تحریک جدید متوجہ ہوں!

تحریک جدید کے مالی سال کے چھ ماہ گذر چکے ہیں۔ لیکن بعض جماعتوں نے ابھی تک اپنے وعدے بھی نہیں بھجوائے۔ اور اسی طرح کئی جماعتوں کے گذشتہ سال کے بقایے چلے آرہے ہیں۔ بقایا جات سارے اور وعدہ جات میں سے بھی اس وقت تک کم از کم نصف ادا ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن وصولی کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے۔

احباب کو فوری توجہ دینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

امتحان کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ

قبل ازیں بھی جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جا چکا ہے کہ امسال سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثال کتاب "دعوۃ الامیر" کا امتحان انشاء اللہ ۱۴ اخاء ۱۳۵۲ ہش مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۳ء بروز اتوار ہوگا۔ جملہ عہدیداران جماعت مبلغین کرام اور معلمین وقف جدید مطلع رہیں۔ کتاب میں ابتداء سے لے کر صفحہ ۱۵۰ تک ہے۔ بقیہ حصے کا امتحان انشاء اللہ العزیز اگلے سال ہوگا۔ کتاب نظارت دعوت و تبلیغ سے تین روپے ہدیہ ملتی ہے۔ اصل قیمت چار روپے ہے۔ صرف امتحان کی غرض سے رعایت کر دی گئی ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

لہٰذا جملہ احباب ابھی سے کتب منگوا کر تیاری شروع کر دیں۔ اور جو دوست شامل ہونا چاہتے ہیں ان کی فہرستیں جلد مکمل کوائف کے ساتھ نظارت ہذا کو بھجوا دی جائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور ہر طرح حافظ و ناصر رہے آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ہیڈ آفس آپ کا کلکتہ!
کرتہ ... اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کیجئے:۔
AZAD TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-1

یہ مت خیال فرمائیے
کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کیلئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکا تو وہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے، ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزے دستیاب ہو سکتے ہیں۔
آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱
AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1
فون نمبرز 23-1652 23-5222
تار کا پتہ "AUTOCENTRE"

ولادت:۔ میرے بیٹے عزیز مبارک احمد اسلم کے ہاں مورخہ ۵ مئی کو پہلی بچی تولد ہوئی ہے۔ انیسہ پروین نام تجویز کیا گیا ہے۔ احباب نومولودہ کے خادمہ دین بننے اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کیلئے دعا فرماویں۔

خاکسار فتح محمد اسلم درویش قادیان۔